ماہنامہ

ای تعلیم
etaleem

بہترین استاد
بہترین تعلم

سیکھیے، سکھائیے

March 2025

اساتذہ رمضان المبارک کو طلبہ کی تربیت کا مہینہ بنائیں

سکول پرنسپل اور تعلیمی سال کی شروعات

سکول کی تشہیر کیوں ضروری ہے؟

04 رمضان المبارک، شخصیت سازی کا مہینہ
07 اساتذہ رمضان المبارک کو طلبہ کی تربیت کا مہینہ بنائیں
10 سالانہ تعلیمی کیلنڈر
12 سکول پرنسپل اور تعلیمی سال کی شروعات
15 کیریئر کونسلنگ
18 سکول کی تشہیر کیوں ضروری ہے؟
21 بھگوال میں لگے بھاگ
23 یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے
24 کھانے پینے کے آداب
29 یوم پاکستان، تجدید عہد وفا کا دن

ماہنامہ
ای تعلیم etaleem
بہترین استاد بہترین تعلم
سیکھیے، سکھائیے
March 2025

Ghazali Education Foundation
ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ

ایڈیٹر: مالک خان سیال

ایڈوائزری بورڈ:

سید عامر محمود، محمد عامر شہزاد، شہباز امتیاز

ریسرچ ٹیم:

1۔ارسلان شاکر 2۔اصغر حمید

3۔ محمد سلیمان 4۔ عبد اللہ عزام

ڈیزائننگ: حافظ شہزاد الحسن

برائے رابطہ:

0333-1211244

فی شمارہ: 200روپے

سالانہ سبسکرپشن: 2000روپے

E-5 ثمن برگ جوہر ٹاؤن، لاہور

شَهۡرُ رَمَضَانَ ٱلَّذِیٓ أُنزِلَ فِیهِ ٱلۡقُرۡءَانُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَیِّنَـٰتٍ مِّنَ ٱلۡهُدَىٰ وَٱلۡفُرۡقَانِۚ فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ ٱلشَّهۡرَ فَلۡیَصُمۡهُۖ وَمَن كَانَ مَرِیضًا أَوۡ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنۡ أَیَّامٍ أُخَرَۗ یُرِیدُ ٱللَّهُ بِكُمُ ٱلۡیُسۡرَ وَلَا یُرِیدُ بِكُمُ ٱلۡعُسۡرَ وَلِتُكۡمِلُوا۟ ٱلۡعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا۟ ٱللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَىٰكُمۡ وَلَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُونَ (البقرة: 185)

"رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا، جو لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور جس میں ہدایت اور حق و باطل میں فرق کرنے والی واضح نشانیاں ہیں۔ پس جو شخص اس مہینے کو پائے تو وہ اس کے روزے رکھے، اور جو بیمار ہو یا سفر پر ہو تو وہ دوسرے دنوں میں تعداد پوری کرے۔ اللہ تمہارے لیے آسانی چاہتا ہے اور تم پر سختی نہیں کرنا چاہتا، تاکہ تم گنتی پوری کرو اور اللہ کی بڑائی بیان کرو اس ہدایت پر جو اس نے تمہیں دی، اور تاکہ تم شکر گزار بنو۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔" (صحیح البخاری: 1899، صحیح مسلم: 1079)

قاسم علی شاہ

رمضان المبارک، شخصیت سازی کا مہینہ

قبروں میں پڑے ہوئے لوگوں سے اگر پوچھا جائے کہ تمہاری کوئی آرزو ہے؟ تو وہ جواب دیں گے: رمضان کا بس ایک دِن!! (علامہ ابن جوزیؒ)

رحمتوں، برکتوں اور پرنور لمحات سے معمور ایک مبارک مہینہ شروع ہوچکا ہے اور یقیناً اس وقت روئے زمین پر موجود اہل ایمان خوش قسمت ترین لوگ ہیں جنھیں اللہ نے یہ عظیم مہینہ عطا کیا ہے۔آپ ﷺ سے منسوب ایک دُعا کہ ”اے اللہ ہمیں رجب اور شعبان میں برکت دے اور ہمیں رمضان تک پہنچا“ سے بھی اس مہینے کی فضیلت اور بڑھ جاتی ہے۔اس کے پہلے حصے کو رحمت، دوسرے کو مغفرت اور تیسرے کو جہنم سے نجات کا عشرہ کہا گیا ہے۔پہلے دس دِنوں میں اہل ایمان پر اللہ کی طرف سے خاص رحمت نازل ہوتی رہتی ہے۔”رحمتِ الٰہی“ اس کائنات کی سب سے قیمتی متاع ہے اور ہر وہ بندہ جس پر اللہ کی رحمت برس رہی ہو تو پھر اس کی پریشانیاں، فکریں اور مسائل کہاں رہ سکتے ہیں!! نتیجتاً یہ رحمت اس کے لیے رزق، صحت اور فراخی کے دروازے کھول دیتی ہے۔

اہل ایمان جب اس مبارک مہینے کے دوسرے عشرے میں داخل ہوتے ہیں وہاں ایک اور انعام ان کا منتظر ہوتا ہے۔”مغفرت الٰہی“ کی بدولت ان کے وہ گناہ دھل جاتے ہیں جو سارا سال ان سے شعوری یا لاشعوری طورپر سرزد ہوئے ہوتے ہیں۔یوں جب اس ماہِ مقدس کے بیس دِن گزر جاتے ہیں تو مومنین کو اللہ کی رحمت مکمل طورپر اپنی لپیٹ میں لے چکی ہوتی ہے اور انہیں معاف بھی کیا جاچکا ہوتا ہے۔تیسرے عشرے میں داخل ہوکر رب تعالیٰ کی طرف سے ایک اور عظیم الشان انعام ملتا ہے کہ اہل ایمان کو جہنم کی آگ سے نجات دِلادی جاتی ہے۔یہ وہ زبردست انعام ہے جس کی دُعا ہر پیغمبر اور ہر ولی نے مانگی ہے اور اہل ایمان کو بھی مانگنے کی تاکید کی گئی ہے۔اسی عشرے میں ایک اور رات لیلۃ القدر کی ہے جس کو ہزار راتوں سے بہتر رات کہا گیا ہے اور جس میں مانگی گئی ہر دُعا قبول کی جاتی ہے۔اس رات کی عبادت کو پورے سال کی نفلی عبادت سے بہتر قرار دیا گیا ہے۔یہ وہ رات ہے جس کو پانے کے لیے اہل ایمان کئی راتوں کو شب بیداری کرتے ہیں اور اگر کسی کو یہ رات مل جائے تو وہ خود کو دنیا کا خوش قسمت ترین انسان سمجھتا ہے۔

رمضان ہے تو انتیس، تیس دِنوں کا مہینہ لیکن اس کے ایک ایک پل میں رحمتوں وعنایات کی بارش برس رہی ہوتی ہے۔یہ مہینہ جہاں انسانوں کے لیے ثواب اور درجات کی بلندی کا پیغام لاتا ہے وہیں یہ شخصیت سازی (Personality Grooming) کا بھی ایک سنہری موقع ہے۔

رمضان میں ہماری شخصیت سازی کیسے ہوتی ہے،آیئے ایک نظر اس پر دوڑاتے ہیں:

1. خود پر کنٹرول

رمضان کا اصل مقصد انسان کے اندر دو طرح کی قوتوں کو مضبوط کرنا ہے۔ایک روحانی قوت، جس کی وجہ سے وہ گناہوں سے بچ سکے اور دوسری جسمانی قوت جس کی بدولت وہ کھانے پینے کی اشیاء سے گریز کر سکے۔رمضان کے مہینے کو مکمل آداب کے ساتھ گزارنے سے انسان کی یہ دونوں قوتیں مضبوط ہو جاتی ہیں۔آپ کو یہ بھی بتاتے چلیں کہ دنیا میں جتنے بھی بڑے انسان گزرے ہیں ان کے اندر یہ خاصیت پائی جاتی تھی کہ وہ خود پر کنٹرول کرنا جانتے تھے اور اسی صفت کی بدولت وہ کامیابی کی معراج پر پہنچے۔

2. خود شناسی

ایک تحقیق کے مطابق انسان اپنی زندگی میں ہر طرح کے مسائل برداشت کر سکتا ہے لیکن بنیادی ضروریات (کھانے پینے) پر کوئی سمجھوتا نہیں کر سکتا۔روزہ، اللہ کا وہ حکم ہے جس میں اہل ایمان اپنی بنیادی ضرورت کو چھوڑ دیتے ہیں اور جب انسان قربانی کے اس درجے پر پہنچ جاتا ہے تو پھر اللہ اس کو یہ انعام بھی دیتا ہے کہ وہ خود کو جان جاتا ہے۔وہ خود شناس بن جاتا ہے۔

3. Capacity building

رمضان کے روزے رکھنے سے انسان کے اندر صبر و تحمل کا مادہ بڑھ جاتا ہے اور یہ چیز اس کے اندر اعلیٰ ظرفی پیدا کرتی ہے۔اعلیٰ ظرف انسان زندگی کی مشکلات یا دوسروں کی دی گئی تکالیف کو بڑی آسانی کے ساتھ سہہ جاتا ہے۔اعلیٰ ظرفی کی یہ خوبی اس کو دوسروں سے ممتاز بنادیتی ہے۔

4. سرنڈر کرنا

رمضان ہمیں سرنڈر کرنا سکھاتا ہے۔انسان کے سامنے لذیذ کھانا اور خوش ذائقہ مشروبات پڑے ہوتے ہیں لیکن وہ پھر بھی انہیں ہاتھ نہیں لگا رہا ہوتا۔یہ اس بات کا علان ہوتا ہے کہ میں اپنے رب کے حکم کا پابند ہوں اور اس کے سامنے سرنڈر کرتا ہوں۔اس کا میرے لیے جو بھی حکم ہوگا وہ مجھے سر آنکھوں پر قبول ہوگا۔اللہ رب العزت کو اپنے بندوں کی عاجزی بہت پسند ہے اور اسی عاجزی کی بدولت وہ ان پر ترقیوں اور کامیابیوں کے دروازے کھولتا ہے۔

5. رویوں میں تبدیلی

رمضان ہمیں صبر و تحمل کا سبق دینے کے ساتھ ساتھ نرمی اور صلہ رحمی کا بھی بہترین موقع دیتا ہے۔جب انسان اپنے رب کا حکم مان کر اس کے سامنے عاجزی اختیار کرلیتا ہے تو پھر مخلوق کے ساتھ بھی اس کا رویہ بہترین ہو جاتا ہے۔رویے کی یہ تبدیلی دنیاوی زندگی میں اس کی ترقی کا باعث بنتی ہے۔

6. ٹریننگ

رمضان کا مہینہ مکمل طور پر تربیت اور ٹریننگ کا مہینہ ہے جس میں انسان کو صبر و تحمل، خود پر کنٹرول، اپنے اعمال کا احتساب، اللہ کے ساتھ مضبوط تعلق، رویے کی بہتری اور ٹائم مینجمنٹ کے ساتھ ساتھ سخاوت اور صلہ رحمی کا سبق ملتا ہے۔جو بھی انسان ایک مہینے کی اس ٹریننگ کو اچھے طریقے سے مکمل کرلیتا ہے تو اس کے اگلے گیارہ مہینے بڑے شاندار طریقے سے گزرتے ہیں۔

بنیادی معمولات

1) نماز

رمضان میں اپنی نمازوں کی روٹین کو درست کیا جائے۔نماز کی روح کو سمجھا جائے اور جس طرح نماز کے دوران ہم خود کو اللہ کے سامنے کھڑا محسوس کرتے ہیں اور اپنے اندر بھرپور عاجزی لے آتے ہیں یہی کیفیت نماز کے باہر بھی رہنی چاہیے۔اس مبارک مہینے میں تہجد کی پابندی کرنی چاہیے اور اپنے رب کے سامنے پیشانی ٹیک کر سجدوں کی حلاوت کو محسوس کرنا چاہیے۔

2) قرآن کی تلاوت

رمضان میں قرآن کریم کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط بنانے کی کوشش کریں۔قرآن کو ترجمے کے ساتھ پڑھا جائے اور اس کے لیے باقاعدہ ایک ترتیب بنالی جائے تاکہ ہمیں معلوم ہو کہ جس کتاب کے ہم ماننے والے ہیں وہ ہم سے کیا چاہتی ہے۔قرآن کو سمجھ کر پڑھنے سے انسان کو زندگی کا اصل مقصد سمجھ آجاتا ہے۔

3) صلہ رحمی

رمضان میں ہمیں بھوکا رکھ کر ایک طرح سے یہ سبق دیا جاتا ہے کہ ہم اپنے ارد گرد ان لوگوں کا بھی احساس کریں جو رمضان کے بغیر بھی بھوکے ہوتے ہیں۔اس مہینے میں خاص طور پر ایسے سفید پوش لوگوں کی بھرپور مدد کی جائے جو مالی تنگی کا شکار ہیں۔رمضان المبارک صلہ رحمی کا ایک بہترین موقع ہے۔

رمضان اور ہماری کمزوریاں

1) بے تحاشا کھانا

گزشتہ دِنوں سوشل میڈیا پر ایک جملہ بہت مشہور ہوا کہ "ہمارے لیے رمضان سب سے پہلے کھانے، پھر کمانے اور آخر میں عبادت کا مہینہ ہے۔"

دیکھا جائے تو یہ بات کسی حد تک ٹھیک ہے۔رمضان میں ہماری توجہ کھانے پینے پر ہوتی ہے۔دوکاندار زیادہ سے زیادہ کمانے کی فکر میں ہوتے ہیں اور جب یہ دونوں چیزیں پوری ہو جاتی ہیں تو پھر آخر میں عبادت کی باری آتی ہے، لیکن بد قسمتی سے اس وقت تک جسم کی انرجی ختم ہو چکی ہوتی ہے اور زیادہ کھانے کی وجہ سے دماغ پر بھی غنودگی چھائی ہوتی ہے اور اسی وجہ سے عبادت میں کوئی لطف نہیں آتا۔

رمضان المبارک میں اکثر لوگ ضرورت سے زیادہ کھانے کا اہتمام کرتے ہیں اور پھر افطاری میں اس قدر کھا لیتے ہیں جو کہ ان کی جسمانی ضرورت سے بہت زیادہ ہوتا ہے۔بے تحاشا کھا لینے کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ روزے کا جو جسمانی فائدہ ملنا ہوتا ہے، وہ نہیں ملتا۔دوسرا نقصان یہ ہے کہ معدے پر اچانک ایک بڑا بوجھ پڑ جاتا ہے اور اس کے لیے ہضم کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔آپ نے اکثر دیکھا ہوگا کہ افطاری میں زیادہ کھا لینے کے بعد لوگ بے سدھ لیٹ جاتے ہیں اور ان میں ہلنے کی سکت بھی نہیں ہوتی۔

سحری میں لوگ اس خیال سے زیادہ کھاتے اور پیتے ہیں تاکہ دن کے باقی حصے میں بھوک یا پیاس نہ لگے۔یہ بھی محض ایک غلط فہمی ہے۔انسانی جسم کو ایک مقررہ مقدار میں خوراک اور پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔جب اس کو یہ مقدار مل جاتی ہے تو معدہ اس کو آسانی کے ساتھ ہضم کر لیتا ہے اور اس خوراک سے اچھی خاصی انرجی پیدا کر کے جسم کو بھی دے دیتا ہے جس کی بدولت انسان سارا دِن گزار سکتا ہے۔تحقیق سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ معدے کا بالکل خالی ہونا، اچھی صحت کے لیے نہایت اہم ہے لیکن بے تحاشا خوراک کی صورت میں وہ خالی نہیں رہتا۔جب خوراک ضرورت سے زیادہ ہو جاتی ہے تو پھر معدہ اس کو بغیر ہضم کیے آگے پاس کر دیتا ہے اور پھر یا تو انسان کو قے کی شکایت ہوتی ہے یا پھر دست کی۔خلاصہ یہ کہ ضرورت سے زیادہ خوراک فائدہ مند نہیں بلکہ انتہائی نقصان دہ ہے۔اس لیے رمضان المبارک میں کھانے پینے کے معمول کو کم رکھا جائے اور فرصت کا زیادہ وقت عبادت میں صرف کیا جائے۔

2) سستی اور کاہلی

رمضان میں ایک عادت یہ بھی دیکھنے میں آتی ہے کہ روزے کو لوگ زیادہ سے زیادہ سو کر یا موبائل وغیرہ پر مصروف رہ کر گزارتے ہیں تاکہ افطاری تک کا وقت جلدی گزر جائے۔یہ بھی ایک بڑی سستی ہے۔روزے کی حالت میں انسانی جسم میں اس قدر شدید کمزوری نہیں ہوتی کہ انسان کوئی کام ہی نہ کرے اور بس سوتا رہے۔تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ روزے کی حالت میں انسانی جسم توانائی پیدا کرتا رہتا ہے اور جب معدہ بالکل خالی ہو جاتا ہے تو وہ بدن کی مرمت میں لگ جاتا ہے اور زہریلی مادے ضائع کرنے کے ساتھ ساتھ جسم کو نئی انرجی بھی دیتا ہے۔اس لیے روزے کی حالت میں بھی عام روٹین کی طرح کام کاج کرنا چاہیے اور فارغ وقت کو اس قدر بے دردی سے ضائع نہیں کرنا چاہیے۔

3) رات بھر جاگتے رہنا

ایک معمول یہ بھی بن جاتا ہے کہ اکثر لوگ ساری رات جاگتے رہتے ہیں۔یا تو مل بیٹھ کر گپ شپ کرتے رہتے ہیں یا پھر موبائل لیپ ٹاپ وغیرہ پر مصروف ہوتے ہیں۔ہمارے معاشرے میں اکثر لوگوں کا معمول یہ ہے کہ وہ صبح کے وقت اپنے کام، دفتر یا دوکان پر جاتے ہیں۔ایسے میں رات بھر جاگنے کی روٹین بالکل بھی فائدہ مند نہیں کیونکہ اس سے اگلے دِن کے روزے پر فرق پڑے گا اور نیند کی کمی کی وجہ سے ہر وقت غنودگی طاری رہے گی۔

4) شو آف کلچر

ہمارے معاشرے میں ایک رواج یہ بھی پایا جاتا ہے کہ روزہ رکھ لینے کے بعد ہر دوسرے شخص کے سامنے گرمی، بھوک وغیرہ کی شدت کا اظہار کر کے یہ جتلایا جاتا ہے کہ آج میرا روزہ ہے۔یہ بھی اپنا اجر ضائع کرنے والا کام ہے۔انسان کو جس سے محبت ہوتی ہے اس کی خاطر بڑی سے بڑی تکلیف کو بھی خندہ پیشانی سے سہتا ہے۔روزہ اللہ کے لیے ہے اور وہی اس کا بہترین اجر دے گا، اس لیے اس عادت سے بھی بچنا چاہیے۔

اساتذہ رمضان المبارک کو طلبہ کی تربیت کا مہینہ بنائیں

مالک خان سیال

رمضان المبارک برکتوں، رحمتوں اور مغفرت کا مہینہ ہے جو نہ صرف عبادت بلکہ اخلاقی اور روحانی تربیت کے لیے بھی بہترین موقع فراہم کرتا ہے۔ اساتذہ کے لیے یہ ایک سنہری موقع ہے کہ وہ اس مہینے کو طلبہ کی شخصیت سازی، دینی شعور اور سماجی ذمہ داریوں کے ادراک کے لیے استعمال کریں۔ اگر رمضان کو تربیتی مہینے کے طور پر اپنایا جائے، تو یہ نہ صرف طلبہ کی علمی صلاحیتوں بلکہ ان کی روحانی پختگی اور معاشرتی شعور کو بھی نکھارنے کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

رمضان کی آمد: ایک نیا آغاز

- رمضان سے پہلے طلبہ کو اس کی عظمت اور برکتوں سے روشناس کرائیں تاکہ وہ ذہنی و روحانی طور پر اس سفر کے لیے تیار ہو سکیں۔
- کلاس روم میں رمضان کی فضیلت پر مبنی آیات اور احادیث کے خوبصورت اقتباسات نمایاں انداز میں سجائیں۔
- روزے کی روحانی اہمیت پر لیکچرز دیں اور طلبہ کو ترغیب دیں کہ وہ عبادات میں اضافہ کریں۔
- صبح کے وقت ایک آیت یا حدیث کا ترجمہ اور تشریح کریں تاکہ طلبہ کے دینی علم اور شعور میں اضافہ ہو۔

نماز اور قرآن: روح کی غذا

- طلبہ کو پابندی سے نماز ادا کرنے کی ترغیب دیں اور اگر ممکن ہو تو باجماعت نماز کی تلقین کریں۔
- تلاوتِ قرآن کی عادت ڈالنے کے لیے روزانہ ایک آیت یا سورہ زبانی یاد کرانے کی مہم چلائیں۔
- سکول یا مدرسے میں روزانہ اجتماعی تلاوت کا اہتمام کریں تاکہ طلبہ کی قرآن سے محبت اور لگاؤ بڑھے۔
- طلبہ کو نماز کی پابندی کرنے پر انعامات دیے جائیں تاکہ وہ مزید شوق سے عمل کریں۔

اخلاقی اور سماجی تربیت: کردار کی چمک

- رمضان کا مہینہ صبر، تحمل، ہمدردی اور نرمی سکھانے کا انمول موقع ہے۔ اساتذہ طلبہ کو اچھے اخلاق اپنانے کی عملی ترغیب دیں۔
- جھوٹ، غیبت، فضول گفتگو اور دیگر برے اخلاق سے بچنے کی تلقین کریں۔
- دوسروں کی مدد، ایثار اور صدقہ و خیرات کے فضائل بیان کریں اور طلبہ کو ان کاموں میں عملی شرکت کرائیں۔
- روزانہ کی بنیاد پر طلبہ سے ان کے اچھے اور برے اعمال کے بارے میں بات کریں تاکہ وہ خود احتسابی کا جذبہ اپنائیں۔

سماجی خدمات: نیکی کا سفر

۱۔ یتیموں اور ضرورت مندوں کی مدد

- طلبہ کے ساتھ مل کر یتیموں کے لیے افطار کا اہتمام کریں۔
- مستحق خاندانوں کے لیے راشن اکٹھا کرنے اور تقسیم کرنے کا انتظام کریں۔
- ممکن ہو تو نئے ورنہ پرانے مگر صاف ستھرے کپڑے اور جوتے غریبوں کو دینے کے لیے مہم چلائیں۔

۲۔ اسپتال اور مریضوں کی عیادت

- اسپتالوں میں داخل مریضوں کے لیے پھل، جوس اور دیگر مفید اشیاء لے جا کر ان سے ہمدردی اور نرمی سے پیش آئیں۔
- مریض بچوں کو کہانیاں اور دلچسپ کتابیں فراہم کریں تاکہ وہ خوشی محسوس کریں۔

۳۔ صفائی اور ماحول کی بہتری

- محلے، سکول یا مدرسے کے ارد گرد صفائی مہم چلائیں۔
- رمضان المبارک کے بعد پانی کے کولرز اور سبیل لگانے کی مہم میں حصہ لیں تاکہ لوگ گرمی میں ٹھنڈا پانی پی سکیں۔

۴۔ تعلیمی خدمات

- طلبہ کو ترغیب دیں کہ وہ اپنے چھوٹے بہن بھائیوں یا قرب وجوار کے بچوں کو قرآن پڑھائیں یا ان کے تعلیمی معاملات میں مدد کریں۔
- مستحق طلبہ کے لیے کتابیں، اسٹیشنری اور سکول فیس کی مد میں مدد کرنے کی مہم چلائیں۔

رمضان المبارک کے لیے مثالی شیڈول برائے نیکیوں کا حصول

سحری کے بعد (فجر تک)

1) تہجد (اگر ممکن ہو)
2) سحری کھانا اور روزہ رکھنا
3) فجر کی نماز باجماعت ادا کرنا
4) قرآن کی تلاوت یا کسی دینی کتاب کا مطالعہ

فجر تا ظہر

1) آرام / نیند تاکہ دن کی سرگرمیوں میں توانائی رہے
2) سکول یا تعلیمی سرگرمیاں (کلاسز، ہوم ورک)
3) وقفے میں اذکار اور دعا کا اہتمام
4) ظہر کی نماز کی تیاری

ظہر تا عصر

1) ظہر کی نماز باجماعت

2) روزانہ ایک نیکی: کسی مستحق کی مدد، بیمار کی عیادت، کسی کو خوش کرنا

3) قرآن کی تلاوت یا ترجمہ و تفسیر کی کلاس

4) کسی تعلیمی یا سماجی خدمت میں حصہ لینا

عصر تا مغرب

1) عصر کی نماز ادا کرنا

2) افطار کی تیاری میں مدد

3) افطار سے پہلے اجتماعی دعا کرنا

4) مغرب کی نماز باجماعت

مغرب تا عشاء

1) افطار کے بعد شکرانہ ادا کرنا

2) عشاء کی نماز کی تیاری

3) تراویح کی نماز کا اہتمام

4) دن کے اعمال کا محاسبہ: آج میں نے کیا نیکیاں کیں؟ کیا بہتر کر سکتا ہوں؟

بعد از عشاء

1) گھر والوں کے ساتھ بیٹھ کر دینی گفتگو کرنا

2) اگر ممکن ہو تو رات کا کچھ حصہ عبادت، تسبیحات اور استغفار میں گزارنا

3) جلد سونے کی کوشش تاکہ اگلے دن کے لیے توانائی بحال ہو

نتیجہ

اگر رمضان کو محض بھوکا رہنے کا مہینہ نہ سمجھا جائے بلکہ اس کی اصل روح کو سمجھتے ہوئے طلبہ کی تربیت کے لیے بروئے کار لایا جائے، تو یہ ان کے کردار کو سنوارنے کا ذریعہ بنے گا اور انہیں نہ صرف ایک بہترین انسان بلکہ ایک مثالی مسلمان بھی بنائے گا۔ اساتذہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس موقع کو غنیمت جانیں اور طلبہ میں دین کی محبت اور نیک عادات کو پروان چڑھانے میں اپنا کلیدی کردار ادا کریں۔ کردار سازی کا یہ عمل نہ صرف طلبہ کی عملی زندگی میں مؤثر ثابت ہوگا بلکہ اساتذہ کے لیے بھی صدقہ جاریہ ثابت ہوگا۔

اصغر حمید

سالانہ تعلیمی کیلنڈر

پورے تعلیمی سال کے لیے سکول کی سرگرمیوں کو منظّم و مربوط کرنے کا اہم ذریعہ

تعلیمی کیلنڈر بنیادی طور پر تعلیمی سال میں کروائی جانے والی سرگرمیوں کے اظہار کا ذریعہ ہوتا ہے۔ یہ کیلنڈر پورے تعلیمی سال کے اندر تدریسی ایام، امتحانات، گرما و سرما کی چھٹیاں، سمر کیمپ، سرکاری چھٹیاں غرض ہر قسم کی متعلقہ تفصیلات فراہم کرتا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جب تک ہمیں اپنے راستے اور منزل کی خبر نہیں ہوتی ہم گرد راہ میں بھٹکنے کے سوا کچھ نہیں کر سکتے ۔ تعلیمی کیلنڈر ہمیں راستہ فراہم کرتا ہے جو ہمیں ہماری منزل کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ تدریس ایک ایسا کام ہے جسے بغیر منصوبہ بندی نہیں کیا جا سکتا۔ تعلیمی کیلنڈر بنیادی طور پر اسی منصوبہ بندی کا نام ہے۔ اگر مناسب منصوبہ بندی نہ ہو تو ذہین ترین اور محنتی استاد بھی اچھے نتائج حاصل نہیں کر پاتا اس کے برعکس اگر منصوبہ بندی کر کے مقاصد کا تعین کیا جائے اور طے کیے گئے مقاصد کے مطابق سرگرمیاں ڈیزائن کی جائیں تو کم محنتی اساتذہ بھی عمدہ نتائج دینے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ تعلیمی کیلنڈر بنیادی طور پر ہمیں منصوبہ بندی کرنے کے قابل بناتا ہے۔

تعلیمی کیلنڈر کی افادیت:

1) تعلیمی کیلنڈر منصوبہ بندی کرنے میں ممد ثابت ہوتا ہے۔
2) تعلیمی کیلنڈر امتحانات، چھٹیوں اور مختلف پروگرامات کی تواریخ ظاہر کرتا ہے جس کی مدد سے روزمرہ سرگرمیوں کو ترتیب دیا جا سکتا ہے۔
3) تعلیمی کیلنڈر سکول اوقات کو ظاہر کرتا ہے۔
4) تعلیمی کیلنڈر ادارے کی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے بنایا جائے مگر بعد میں اس کی مکمل طور پر پیروی کی جائے تاکہ اس کے مقاصد کا حصول ممکن ہو سکے۔
5) تعلیمی کیلنڈر سال بھر کی سرگرمی کو ایک صفحہ پر لانے میں اہمیت کا حامل ہے۔
6) والدین تعلیمی کیلنڈر کی مدد سے سکول کی تمام سرگرمیوں سے ان کے اوقات کے مطابق آگاہ ہو جاتے ہیں۔ اور وہ چھٹیوں و امتحانات کو پہلے سے دیکھ کر اپنے دیگر پروگرامات کو بآسانی مرتب کر سکتے ہیں۔
7) تعلیمی کیلنڈر کو دیکھتے ہوئے اساتذہ اور سربراہانِ ادارہ اپنے مقاصد مرتب کر سکتے ہیں۔
8) تعلیمی کیلنڈر ہر تعلیمی ادارے کی بنیادی ضرورت ہے۔ اور اس کے مطابق عمل درآمد منزل کے حصول کی کاوش ہے۔

تعلیمی کیلنڈر کیسے بنایا جائے:

تعلیمی کیلنڈر بناتے ہوئے درج ذیل باتوں کو ذہن میں رکھا جائے:

1) سال کے تمام مہینوں کو ایک کاغذ یا ایکسل شیٹ میں نیچے دیے گئے ٹیبل کے مطابق بنائیں۔
2) مہینے میں کل ایام کو بائیں سے دائیں تحریر کریں۔
3) آپ کب تعلیمی سیشن کا آغاز کر رہے ہیں اور کب اختتام کرنا ہے۔
4) مختلف رنگوں کی مدد لیتے ہوئے آپ سرکاری چھٹیوں کے خانے میں ایک رنگ بھریں، تقریبات کے خانے میں دوسرا اسی طرح امتحانات کب لینے ہیں انہیں کوئی اور رنگ دیں۔۔ غرض ہر ایک سرگرمی آپ سال کے دوران کرنے والے ہیں، اس کو کیلنڈر میں ظاہر کریں۔
5) چھٹیوں، امتحانات و دیگر غیر تدریسی ایام کو نکال کر ہر ماہ کے تدریسی ایام کو نکالیں۔ اس طرح آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ آپ کے پاس بچوں کو پڑھانے کے لیے سال میں کتنے دن دستیاب ہیں۔
6) تعلیمی کیلنڈر آپ کو ہر ماہ کے تدریسی ایام کو دیکھتے ہوئے نصاب کی تقسیم کار میں معاون ثابت ہوگا۔ اس طرح آپ ماہانہ تدریسی ایام کے مطابق سبقی خاکہ تیار کر سکتے ہیں۔
7) تعلیمی کیلنڈر پر سکول اوقات کا شیڈول مہینوں کے حساب سے ظاہر کیا جائے۔
8) سکول کے اندر سال بھر میں کروائی جانے والی تقریبات، بزم ادب، شجرکاری، سپورٹس کی سرگرمیاں و دیگر کے حوالے سے تفصیل فراہم کی جائے۔
9) داخلہ مہم کے حوالے سے ایام کو نامزد کیا جا سکتا ہے۔
10) سکول میں پلان کی گئی ہر سرگرمی کو تعلیمی کیلنڈر کا حصہ بنایا جائے اور طے کیے گئے ایام میں اسے واضح کیا جائے۔
11) نظام الاوقات کو کیلنڈر کے مطابق پلان کیا جا سکتا ہے۔

تعلیمی کیلنڈر کا استعمال:

1) تعلیمی کیلنڈر صدر معلم کے دفتر کا لازمی حصہ ہونا چاہیے۔
2) تعلیمی کیلنڈر میں لچک رکھی جائے تاکہ تھوڑی بہت تبدیلی سے کیلنڈر متاثر نہ ہو۔ البتہ اسے مرتب کرتے ہوئے کوشش کی جائے کہ اس میں بعد ازاں تبدیلی کی ضرورت نہ پڑے۔
3) تعلیمی کیلنڈر کا فلیکس بنا کر سٹاف روم، گیلری یا سکول میں اہم گزرگاہ پر لگانا چاہیے تاکہ طلبا اور والدین بھی استفادہ کر سکیں۔
4) تعلیمی کیلنڈر کے استعمال کے حوالے سے اساتذہ کو بریفنگ دی جائے اور اس کے مطابق تدریس اور دیگر سرگرمیوں کے مکمل کرنے پر فوکس کیا جائے۔
5) تعلیمی کیلنڈر کے مطابق سرگرمیوں کو چیک کرنا صدر معلم کے لیے ضروری ہے۔

نوٹ:

ذیل میں ایک نمونے کا کیلنڈر دیا جا رہا ہے۔ جس میں آپ اپنے ادارے کے لیے لحاظ سے تبدیلیاں کر سکتے ہیں۔ اس کیلنڈر کو سافٹ فائل میں حاصل کرنے کے لیے 7262501 346 92+ پر واٹس ایپ کیجیے۔

Educational Calendar 2025-26

	M	T	W	T	F	S	S	M	T	W	T	F	S	S	M	T	W	T	F	S	S	M	T	W	T	F	S	S	M	T	W	T	F	S	S	M	Lecture Days	Term
March						1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13	14	15	16	17	18	19	20	21	22	23	24	25	26	27	28	29	30	31	25	First Term (80 days)
April		1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13	14	15	16	17	18	19	20	21	22	23	24	25	26	27	28	29	30	31					24	
May				1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13	14	15	16	17	18	19	20	21	22	23	24	25	26	27	28	29	30	31			17	
June							1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13	14	15	16	17	18	19	20	21	22	23	24	25	26	27	28	29	30	0	
July		1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13	14	15	16	17	18	19	20	21	22	23	24	25	26	27	28	29	30	31					0	
August					1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13	14	15	16	17	18	19	20	21	22	23	24	25	26	27	28	29	30	31		14	
September	1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13	14	15	16	17	18	19	20	21	22	23	24	25	26	27	28	29	30							8	Second Term (75 days)
October			1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13	14	15	16	17	18	19	20	21	22	23	24	25	26	27	28	29	30	31				27	
November						1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13	14	15	16	17	18	19	20	21	22	23	24	25	26	27	28	29	30		16	
December	1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13	14	15	16	17	18	19	20	21	22	23	24	25	26	27	28	29	30	31						18	
January				1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13	14	15	16	17	18	19	20	21	22	23	24	25	26	27	28	29	30	31			6	

سرکاری چھٹیاں	تقریبات/مہمات/ پروگرامات	مڈ ٹرم	سمر کیمپ	موسم گرما و سرما کی چھٹیاں	اعادہ	ٹرم امتحانات	اتوار	کل تدریسی ایام
10	11	16	16	62	11	20	48	155

تقریبات/مہمات/ پروگرامات

آغاز داخلہ	20 فروری تا 5 مارچ
کلاسز کا آغاز	یکم مارچ
سپورٹس ڈے	12 اپریل، یکم نومبر
شجرکاری مہم	اگست
یوم آزادی تقریبات	14 اگست
عشرہ پیغام مصطفیٰ ﷺ	یکم تا 10 ستمبر
یوم دفاع	6 ستمبر
عالمی یوم اساتذہ	5 اکتوبر
یوم اقبالؒ	9 نومبر
تزئین و آرائش	فروری، اگست

موسم گرما و سرما کی چھٹیاں

گرما کی چھٹیاں 10 جون تا 31 جولائی | سرما کی چھٹیاں 21 دسمبر تا 31 دسمبر

امتحانات

مڈ ٹرم امتحانات	فرسٹ ٹرم امتحانات	مڈ ٹرم امتحانات	فائنل ٹرم امتحانات
22 تا 31 مئی	10 تا 20 ستمبر	14 تا 22 نومبر	14 تا 24 جنوری

والدین اساتذہ میٹنگ

اپریل، نومبر

سرکاری چھٹیاں

یوم پاکستان	23 مارچ	یوم عاشور	5 تا 6 جولائی	یوم اقبالؒ	9 نومبر
عیدالفطر	30 مارچ تا یکم اپریل	یوم آزادی	14 اگست	یوم قائد	25 دسمبر
یوم مزدور	یکم مئی	12 ربیع الاول	4 ستمبر	یوم یکجہتی کشمیر	05 فروری
عیدالاضحیٰ	6 تا 8 جون				

سمر کیمپ

یکم تا 8 جون
یکم تا 13 اگست

اجلاس لوکل سکول کمیٹی

اپریل، فروری

دروسِ قرآن

ماہانہ 2

سکول اوقات

یکم مارچ تا 15 اپریل	8:00 تا 2:00	تفریح	11:30 تا 12:00
16 اپریل تا 15 مئی	7:30 تا 1:30	تفریح	11:00 تا 11:30
یکم اگست تا 30 ستمبر	7:30 تا 1:30	تفریح	11:30 تا 12:00
یکم اکتوبر تا 30 نومبر	8:00 تا 2:00	تفریح	11:30 تا 12:00
یکم دسمبر تا 28 فروری	8:30 تا 2:00	تفریح	12:00 تا 12:30

نوٹ: مذکورہ سکول اوقات رہنمائی کے لیے ہیں۔ رمضان میں اوقات کار میں اپنی سہولت کے مطابق کمی کی جا سکتی ہے۔ متعلقہ ضلعی سکول ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے جاری کردہ ٹائم ٹیبل پر عمل کرنا ضروری ہے۔

ماہانہ تدریسی ایام

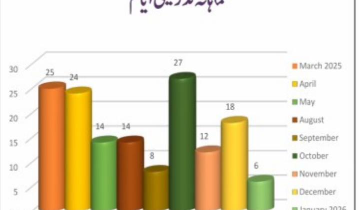

نصاب کی تقسیم

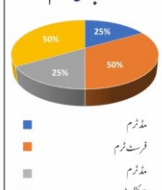

نوٹ: فرسٹ ٹرم پہلے 50٪ اور فائنل ٹرم دوسرے 50٪ نصاب میں سے ہوگی۔ جبکہ مڈ ٹرمز 25٪ نصاب میں سے ہوں گی۔

Prepared by: Research and Development Department
Printed by: Ghazali Education Services

مالک خان سیال

سکول پرنسپل اور تعلیمی سال کی شروعات

سکول پرنسپل بنیادی طور پر کسی بھی سکول کا مرکز و محور ہوتا ہے۔ اسی کے دم سے سکول میں مثبت سر گرمیاں پنپتی اور پروان چڑھ سکتی ہیں۔

ہم اپنے ارد گرد سکولوں میں جا کر دیکھیں تو جن سکولوں میں پرنسپل ذمہ دار اور محنتی ہوگا وہاں آپ کو سکول کی ہر چیز منظّم نظر آئے گی اس کے بر عکس جہاں سکول پرنسپل کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس نہیں ہوگا یا کام کرنے کی صلاحیت نہیں ہوگی وہ ادارہ اپنے مطلوبہ نتائج کبھی بھی نہیں دے پا رہا ہوگا۔

تعلیمی سال کی شروعات میں سکول پرنسپل کی ذمہ داریاں اور بڑھ جاتی ہیں۔ تعلیمی سال کا آغاز کسی بھی ادارے کا ایک نیا سال ہوتا ہے اور جس طرح معاشرے میں مسابقت کی فضا پائی جاتی ہے نیا سال نئے چیلنجز لے کر آتا ہے۔ جو ادارے وقت کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو جدید تقاضوں کے مطابق نہیں ڈھالتے اور اپنی پالیسیوں اور رویوں میں بہتری نہیں لاتے وہ مسابقت اور ترقی کی دوڑ میں پیچھے رہ جاتے ہیں۔ تغیر و تبدل کسی بھی ادارے کی بقا کا ضامن ہوتا ہے۔ خاص طور پر جب تعلیمی سال کا اختتام ہوتا ہے اور ادارہ اپنی سال بھر کی کارکردگی کا جائزہ لیتا ہے کہ وہ کہاں کھڑا ہے، اس کے مسائل کیا کیا ہیں، خوبیاں اور خامیاں کیا کیا ہیں۔ یہی وہ وقت ہوتا ہے جب نئے سال کی پلاننگ کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ خوبیوں کو مزید نکھارنا ہوتا ہے اور خامیوں کو دور کرنا ہوتا ہے۔

سکول پرنسپل کی ذمہ داریوں کو ہم درج ذیل حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں:

(الف) سکول کی تفصیلی تنظیم؛ (ب) تدریسی پروگرام کی ترقی؛ (ج) فرائض کی تفویض اور اس کے عملے کے ارکان کی نگرانی اور: (د) سکول میں سہولیات کی فراہمی سال کے آغاز کے موقع پر تعلیمی اداروں کے سربراہان اور پرنسپلز کی ذمہ داریاں بہت بڑھ جاتی ہیں۔ اگر یہ افراد درج ذیل امور کا خیال رکھیں تو ادارے کو بہتری کی راہ پر گامزن کرنے کی راہ ہموار کی جا سکتی ہے:

داخلہ مہم:

داخلہ مہم کو منظم انداز میں چلانا ادارے کی بقا اور کامیابی کا شاخسانہ ہوتا ہے۔ اس حوالے سے بڑے پیمانے پر رابطے کی مختلف صورتیں قائم کی جائیں۔ اس حوالے سے والدین اور کمیونٹی سے بالمشافہ ملاقاتیں کی جائیں البتہ خطوط اور فون کالز کا سہارا بھی لیا جا سکتا ہے۔ تشہیری ذرائع کا موثر استعمال کیا جائے۔ اس حوالے سے مختلف کتبے، فلیکس، بینرز، چارٹس، پوسٹرز، وال چاکنگ، سٹینسل وغیرہ استعمال کیے جا سکتے ہیں۔ کیبل وغیرہ پر ایڈورٹائزنگ کی جا سکتی ہے۔ ادارہ کے پوزیشن ہولڈر طلبہ و طالبات کے پوسٹرز بنا کر تشہیری مقاصد کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ ادارے میں دلچسپی لینے والے والدین کو ادارہ کا دورہ کروایا جائے۔

دیگر اداروں کے تجربات سے استفادہ:

سال کے شروع میں دیگر اداروں کے تجربات سے استفادہ کرنے کی کوشش ضرور کی جانی چاہیے۔ اچھے اور بڑے اداروں کی کامیابی کے محرکات جاننے کی کوشش کی جائے۔ سینئر ہیڈ ماسٹر، ماہرین تعلیم وغیرہ جیسے افراد کے ساتھ سیشن رکھے جائیں۔ اچھے نتائج دینے والے اساتذہ سے نشست کر کے ان کے طریقہ ہائے تدریس جاننے کی کوشش کی جائے اور ان کے بنائے گئے نوٹس وغیرہ سے مدد لی جائے۔

نصاب کا تعارف:

بچوں کو سال کے شروع میں نصاب کی مکمل تفصیل بتانا ضروری ہے۔ بچوں کو کتب، رائٹنگ بکس، یونیفارم وغیرہ کے حوالے سے بریفنگ دی جائے۔

مقامی آبادی کی شمولیت:

کسی بھی ادارے کی ترقی کے لیے ضروری ہے کہ کمیونٹی کی سکول کے معاملات میں ہمدردیاں حاصل ہوں۔ بچوں کے والدین اور معززین علاقہ سکول کو اپنا سمجھتے ہوں اور سکول سے ہر قسم کا تعاون کرنے کے لیے تیار ہوں۔ سال کے آغاز میں ضروری ہے کہ لوکل سکول کمیٹی اور PTM کا انعقاد کروایا جائے۔ والدین کو اعتماد میں لیا جائے۔

اساتذہ کی خصوصی تربیت:

اساتذہ کے ساتھ سٹاف میٹنگ کی جائے اور روزمرہ معاملات کی بریفنگ دی جائے۔ اساتذہ کو کلاس روم مینجمنٹ، کم قیمت تدریسی معاونات کا استعمال، ٹائم ٹیبل کا استعمال وغیرہ کے حوالے سے خصوصی تربیت دی جائے۔

سکول عمارت کی ضروریات کی فراہمی:

تعلیمی سیشن کے آغاز میں سکول کی بلڈنگ کی ضروریات کو پورا کرنے کی لازمی کوشش کی جائے۔ تاکہ ان کاموں کے دوران سال کرنے سے بچوں کی تعلیم کا حرج نہ ہو۔ بلڈنگ کو خوب صورت اور دیدہ زیب بنایا جائے تاکہ بچوں کی دلچسپی کا باعث ہو۔

تقریبات، مہمات، ایوارڈز:

سال کے آغاز میں تقریب لازمی کی جائے جس میں سابقہ سیشن کے ایوارڈ یافتہ بچوں کو انعامات دیے جائیں۔ والدین کو لازماً مدعو کیا جائے۔ معزز شخصیات کو بھی بطور مہمان دعوت دی جائے۔ بچوں کے مختلف ادبی پروگرامات دکھائے جائیں۔ یہ تقریب سکول کی تشہیر کا بہت بڑا ذریعہ بن سکتی ہے۔

ماہانہ، سہ ماہی اور سالانہ اہداف کا تعین:

سال کے آغاز میں ہی ادارے کے ہفتہ وار، ماہانہ، سہ ماہی اور سالانہ اہداف کا تعین کر لیا جائے۔ پھر ان اہداف کو مد نظر رکھتے ہوئے پلاننگ کی جائے اور مقاصد مقرر کیے جائیں۔ اساتذہ کو ان کے کام تفویض کیے جائیں اور انہیں ان کی جملہ ذمہ داریوں سے عہدہ برا ہونے کی تربیت دی جائے۔ اساتذہ کو اہداف کے حصول کے لیے مکمل رہنمائی دی جائے۔ اساتذہ کی ان کے کاموں کی احسن تکمیل کو دیکھتے ہوئی ہی ان کی سہ ماہی بنیادوں پر اپریزل کی جائے۔

سیکورٹی کے انتظامات:

سکول کا سیکورٹی پلان بے حد ضروری ہے۔ سکول کے گرد دیوار، جنگلا، دروازے، میٹل ڈیٹکٹر وغیرہ جیسی چیزوں کا اہتمام کیا جانا بھی ضروری ہے۔ سیکورٹی گارڈ کے پاس اسلحہ کی فراہمی مستحسن عمل ہے۔ گارڈز کو ڈیٹکٹر وغیرہ چلانے کی تربیت بھی دینی چاہیے۔ سکول میں تمام ایمرجنسی نمبرز جن میں فائر بریگیڈ، متعلقہ تھانہ، ایمرجنسی سکواڈ وغیرہ شامل ہوں کا ہونا ضروری ہے۔

لیسن پلانز اور نصابی خاکے:

سال کے آغاز میں پورے سال کے تدریسی نظام کو ترتیب دینا بے حد ضروری ہے۔ اس حوالے سے سال کے شروع ہی میں مختلف لیسن پلان اور نصابی خاکے اساتذہ کی مدد سے بنا لیے جائیں تاکہ انہیں دوران سال استعمال میں لایا جا سکے۔ یا اگر کسی اور ادارے یا مارکیٹ سے ایسی چیزیں میسر آ سکیں تو مل بیٹھ کر ان کا مطالعہ کر لیا جائے اور آئندہ کے لیے منصوبہ بندی کر لی جائے۔

اساتذہ کی ضروری تربیت:

نصاب میں تبدیلی اور جدید تقاضوں کے بڑھتے ہوئے رجحانات کے پیش نظر اساتذہ کی پیشہ ورانہ تربیت بے حد ضروری ہے۔ اساتذہ کے لیے سال کے آغاز میں ایسی ورکشاپس کا اہتمام کیا جانا ضروری ہے جن سے وہ اپنی تدریس کو بہتر بنا سکیں۔ تدریس کے نئے گر سیکھ کر پرانے تدریسی طریقوں کو ترک کر سکیں۔ ورکشاپس اساتذہ کو اپنی تدریسی صلاحیتیں بڑھانے میں عملی مدد دیتی ہیں۔ سربراہ ادارہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایسی سرگرمیاں کروائے جن کی مدد سے اساتذہ کو ایک نئے ولولے کے ساتھ تدریس کرنے پر مائل کیا جا سکے۔ ان میں سٹڈی سرکل ہو سکتے ہیں، کانفرنس، سیمینار اور مختلف قسم کے سیشن ہو سکتے ہیں۔

اساتذہ کی ضروری تربیت:

سکول کے لیے مالیات کا معاملہ بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ جس طرح گاڑی چلانے کے لیے تیل ضروری ہے اسی طرح سکول کے لیے فنڈز ضروری ہیں۔ سکول پرنسپل طلبہ کی تعداد، فیس کی وصولی کی شرح، دیگر آمدن اور خرچ کی مکمل جانچ پڑتال کریں تاکہ خسارے سے بچا جا سکے۔ مالیات کا مکمل تحریری نظام ہونا بے حد ضروری ہے اور سالانہ بنیادوں پر اس کا آڈٹ کیا جا سکے۔ سال کے آغاز میں مالی معاملات کے لیے سال بھر کی پلاننگ کر لی جائے۔

سکول پرنسپل وہ واحد شخص ہے جو ادارے کے سنورنے اور بگڑنے کی وجہ بنتا ہے۔ اچھے پرنسپلز سکول میں اچھے اقدامات کرتے ہیں نتیجتاً ادارہ ترقی کرتا ہے اور اپنی ذمہ داریوں سے نابلد پرنسپلز کے اقدامات ادارے کو لے ڈوبتے ہیں۔ ابھی سال کی شروعات ہے۔ سبھی تعلیمی اداروں کے ذمہ داران کے لیے مناسب وقت ہے کہ وہ سابقہ کمیوں اور کوتاہیوں سے سبق سیکھتے ہوئے آئندہ کی پلاننگ کریں۔ غلطیوں کو دوبارہ نہ دہرانے کا تہیہ کریں اور اہداف طے کرکے کمر کس لیں۔ ہمت مرداں مدد خدا

قسمت لالہ و گل اب بھی سنور سکتی ہے

نیت اچھی ہو جو گلشن کے نگہبانوں کی

محمد سلیمان

Career Counselling in Schools

کیریئر کونسلنگ

بچوں کی کیریئر رہنمائی: ایک ناگزیر ضرورت

مستقبل کی تیاری کا آغاز بچپن سے ہی ہونا چاہیے اور اسی بنیاد پر کیریئر کونسلنگ کا عمل سکول کی سطح سے شروع ہونا ناگزیر ہے۔ دنیا جس تیزی سے ترقی کر رہی ہے اس کے پیشِ نظر ضروری ہے کہ بچوں کو ابتدائی عمر سے ہی ان کے ممکنہ کیریئر کے راستوں سے روشناس کرایا جائے۔

ایک وقت تھا جب طلبہ پہلی بار میٹرک میں سائنس یا آرٹس کا انتخاب کرتے ہوئے اپنے کیریئر کے بارے میں سوچتے تھے۔ پھر وقت بدلا اور نئے شعبے جیسے ایم بی اے اور کمپیوٹر سائنس متعارف ہوئے جس کی وجہ سے ہر طالب علم اور ان کے والدین نے بغیر سوچے سمجھے ان ہی فیلڈز کو اپنانا شروع کر دیا۔ اس اندھا دھند رجحان کے نتیجے میں بے شمار نوجوان اعلیٰ ڈگریاں حاصل کرنے کے باوجود بے روزگاری کے مسئلے سے دوچار ہو گئے۔ یہ بھیڑ چال ہمیشہ منفی نتائج کا باعث بنتی ہے کیونکہ جب کیریئر کا انتخاب محض ٹرینڈز کی بنیاد پر کیا جائے اور فرد کی صلاحیتوں، رجحانات اور مارکیٹ کی ضروریات کو نظرانداز کر دیا جائے تو نتیجہ مایوسی کی صورت میں نکلتا ہے۔

آج کے جدید دور میں ٹیکنالوجی اور سائنسی ترقی نے بے شمار نئے مواقع پیدا کر دیے ہیں، مگر کسی بھی میدان میں کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ بچپن سے ہی بچوں کی دلچسپیوں کو سمجھا جائے اور ان کی صلاحیتوں کو نکھارا جائے۔ بدقسمتی سے ہمارے ہاں والدین کی اکثریت ابھی تک بچوں کے رجحانات کے مطابق ان کے کیریئر کے انتخاب میں مؤثر رہنمائی فراہم کرنے سے قاصر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسکولوں کو آگے بڑھ کر اس ذمہ داری کو نبھانا ہوگا اور طلبہ کی کیریئر کونسلنگ کے لیے منظم اور بامقصد اقدامات کرنے ہوں گے۔

اگر تعلیمی ادارے ابتدائی سطح پر ہی بچوں کو مختلف شعبوں سے متعارف کرائیں، ان کے رجحانات کا تجزیہ کریں اور ان کی رہنمائی کریں، تو نہ صرف وہ ایک واضح سمت میں آگے بڑھیں گے بلکہ ملک و قوم کی ترقی میں بھی بھرپور کردار ادا کریں گے۔

سکولز کیریئر کونسلنگ میں کس طرح مدد کر سکتے ہیں؟

ہمارے ہاں عمومی طور پر طلبہ اپنی کیریئر پلاننگ کا آغاز کالج یا یونیورسٹی کی تعلیم (بی اے، ایم اے) مکمل کرنے کے بعد کرتے ہیں، حالانکہ یہ عمل سکول کے دور سے ہی شروع ہو جانا چاہیے۔ مثالی طور پر جب ایک طالبعلم میٹرک پاس کرے تو اسے اپنے طبعی رجحانات کے مطابق مضامین کے انتخاب میں کسی الجھن کا سامنا نہ ہو اور انٹرمیڈیٹ مکمل کرنے کے بعد وہ واضح طور پر جانتا ہو کہ کس شعبے میں جانا ہے اور اپنا کیریئر کس طرح تشکیل دینا ہے۔

بد قسمتی سے ہمارے ہاں اکثر والدین بغیر طلبہ کی دلچسپیوں، صلاحیتوں اور رجحانات کا جائزہ لیے محض اپنی خواہشات کی بنیاد پر ان کے لیے کیریئر کا انتخاب کر دیتے ہیں، جو ان کے مستقبل کو داؤ پر لگانے کے مترادف ہے۔ اس کے برعکس، مغربی ممالک میں سکولوں میں باقاعدہ کیریئر کونسلنگ ڈیپارٹمنٹس قائم کیے جا رہے ہیں تاکہ طلبہ کو کم عمری سے ہی اپنے کیریئر کے حوالے سے درست رہنمائی مل سکے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم محض مضامین کی تدریس پر اکتفا نہ کریں، بلکہ طلبہ کو ان کے مستقبل اور کیریئر کے شعور سے بھی آراستہ کریں۔ اس مقصد کے لیے درج ذیل نکات مددگار ثابت ہو سکتے ہیں۔

کیریئر کو نصاب میں شامل کیجیے:

کیریئر سے متعلق آگاہی کو محض ایک الگ کلاس تک محدود رکھنے کے بجائے، تمام سبجیکٹ ٹیچرز کو بھی یہ ذمہ داری لینی چاہیے کہ وہ اپنے مضمون کی تدریس کے دوران طلبہ کو کیریئر کے امکانات سے روشناس کرائیں۔ اس حوالے سے ایک ایسی جامع حکمت عملی ترتیب دینا ضروری ہے جس کے ذریعے نصاب کو کمرہ جماعت کی سطح پر موثر انداز میں پیش کیا جا سکے، تاکہ طلبہ اپنے تعلیمی تجربات کو عملی زندگی اور مستقبل کے مواقع سے جوڑ سکیں۔

مثال کے طور پر ریاضی کے مضمون میں طلبہ کو نہ صرف نظریاتی تصورات سکھائے جائیں بلکہ یہ بھی بتایا جائے کہ ریاضی عملی زندگی میں کن طریقوں سے استعمال ہوتی ہے اور کن شعبوں میں اس کا اطلاق ممکن ہے۔ اس طرح تعلیم محض کتابی علم تک محدود نہیں رہے گی بلکہ طلبہ کی دلچسپیوں اور مستقبل کے امکانات کے ساتھ مربوط ہو جائے گی، جس سے وہ زیادہ باشعور انداز میں اپنے کیریئر کا انتخاب کر سکیں گے۔

مارکیٹ کے حقائق سے واقفیت حاصل کیجیے:

بطور سربراہِ ادارہ، یہ جاننا نہایت ضروری ہے کہ ملک میں اس وقت کن شعبوں میں نوجوانوں کی زیادہ ضرورت ہے۔ اس حوالے سے درست اور بروقت فیصلے کرنے کے لیے اخبارات و رسائل کا مطالعہ، موجودہ معاشی رجحانات کا جائزہ، اور مارکیٹ میں کاروباری افراد سے ملاقاتیں نہایت اہم ہیں۔

جب بچوں اور ان کے والدین کو کیریئر گائیڈنس فراہم کی جائے تو اس بات کو مدنظر رکھنا چاہیے کہ طالبعلم کے رجحانات اور صلاحیتیں ایسے شعبے سے مطابقت رکھتی ہوں جہاں روزگار کے مواقع بھی دستیاب ہوں اور معاشرے کی ضروریات بھی پوری ہوتی ہوں۔ اس طرح نہ صرف طلبہ کے لیے ترقی کے امکانات وسیع ہوں گے بلکہ یہ عمل معاشرے کی مجموعی معاشی بہتری اور مثبت پیشرفت میں بھی معاون ثابت ہوگا۔

تمام ممکنہ راستے بتایئے :

یہ ایک بڑی حقیقت ہے کہ اب ٹیکنالوجی کے ساتھ بہت سے نئے ایسے پیشے اور شعبے وجود میں آ چکے ہیں جن کی طرف بچے سکول کے بعد ہی جا سکتے ہیں۔ بڑی ضرورت اس بات کی ہے کہ بحیثیت ایک تعلیمی قائد آپ ان راستوں کے بارے میں جانتے ہوں اور اپنے بچوں کو وقتاً فوقتاً ان کی صلاحیتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ان سے آگاہ کرتے رہیں۔ یہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ ہر بچہ کالج اور یونی ورسٹی کی تعلیم تو حاصل نہیں کر سکتا اور اسے جلد اپنے خاندان کو معاشی سپورٹ فراہم کرنا ہوتی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ آپ سکول میں ہی بچوں کو ایسے شعبوں کے بارے میں آگاہی فراہم کریں جن میں وہ جلد معاشی خود مختاری حاصل کر سکتے ہیں۔

کیا ایسا ممکن ہے کہ بچوں کو کسی کام کا عملی تجربہ فراہم کیا جائے۔ سکول کی صلح پر بظاہر تو یہ ممکن نظر نہیں آتا لیکن اگر آپ تھوڑی سی توجہ دیں تو کچھ کاموں کا حقیقی جبکہ کچھ کاموں کا تجربہ کچھ رد و بدل کے ساتھ مختصر پیمانے پر ضرور فراہم کیا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر بچیوں کو دستکاری اور کشیدہ کاری سکھانا ہماری خوب صورت روایت تھی، اسے کسی حد تک سکول کے نصاب میں شامل کیا جا سکتا ہے، بچوں کے لیے گارڈننگ یعنی باغبانی، بجلی کے آلات کا کام، اور اسی طرح سے اگر ممکن ہو تو سافٹ ویئر انجینئرنگ سے متعلق معلومات فراہم کی جا سکتی ہیں۔

بچوں کے رجحانات کا خیال رکھیے :

مندرجہ بالا تمام نکات پر عمل درآمد کے بعد یہ بھی ضروری ہے کہ سکول کے پاس ایسا جامع ریکارڈ موجود ہو جس سے ہر طالبعلم کے ذہنی رجحان، دلچسپیوں اور صلاحیتوں کا درست اندازہ لگایا جا سکے۔ ہمارے تعلیمی نظام میں عمومی طور پر طلبہ کی کارکردگی جانچنے کے لیے صرف رزلٹ کارڈ تیار کیا جاتا ہے، جس میں نصابی مضامین میں حاصل کردہ نمبرز شامل ہوتے ہیں اور اُسے والدین کو بھیج دیا جاتا ہے۔

تاہم، یہ نہایت اہم ہے کہ محض امتحانی نتائج پر انحصار کرنے کے بجائے اساتذہ کے مشاہدات اور تجزیے کی بنیاد پر طلبہ کی فطری صلاحیتوں، رجحانات اور دلچسپیوں کا بھی ایک مربوط ریکارڈ رکھا جائے۔ اس معلومات کو وقتاً فوقتاً والدین کے ساتھ شیئر کیا جائے تاکہ وہ بھی اپنے بچوں کے تعلیمی اور پیشہ ورانہ راستے کا بہتر انداز میں تعین کر سکیں۔

اس حکمت عملی سے نہ صرف بچوں کی صلاحیتوں کو نکھارنے میں مدد ملے گی بلکہ والدین اور اساتذہ کے درمیان مؤثر رابطہ بھی قائم ہوگا، جو طلبہ کے بہتر تعلیمی اور کیریئر فیصلوں کے لیے نہایت فائدہ مند ثابت ہوگا۔

کامیاب لوگوں سے ملاقات کروایئے :

طلبہ کو مختلف شعبوں کے عملی تقاضوں اور مواقع سے روشناس کرانے کے لیے ضروری ہے کہ سکول میں وقتاً فوقتاً تجربہ کار ماہرین سے ان کی ملاقات کروائی جائے یا تاثیر انگیز سیشنز (influential sessions) منعقد کیے جائیں۔ ایسے سیشنز کے ذریعے طلبہ کو براہِ راست ان شعبوں کے بارے میں جاننے کا موقع ملے گا، جن میں وہ دلچسپی رکھتے ہیں۔

اگر کوئی طالبعلم کسی مخصوص پیشے کو اپنانا چاہتا ہے تو ان سیشنز کے ذریعے وہ اس شعبے کی ضروریات، مہارتوں اور چیلنجز سے آگاہ ہو سکے گا اور اسی کے مطابق اپنے تعلیمی مضامین کا انتخاب کر سکے گا۔ سکول کی سطح پر اس طرح کے پروگرامز کا انعقاد نہایت مفید ثابت ہوگا، کیونکہ یہ طلبہ کی پیشہ ورانہ راہنمائی میں اہم کردار ادا کریں گے اور انہیں اپنے کیریئر کے حوالے سے بہتر اور باشعور فیصلے کرنے میں مدد فراہم کریں گے۔

مالک خان سیال

سکول کی تشہیر کیوں ضروری ہے؟

سکول کی ترقی کے لوازمات میں بے شمار اشیا شامل ہوتی ہیں جن کی ہم آہنگی اور تسلسل ہی سکول کو کامیابی سے ہم کنار کر سکتی ہے۔ کسی ایک پہلو کی کمزوری یا کمی پورے سٹرکچر کو متاثر کرتی ہے۔ اگر بلڈنگ بہترین ہو لیکن اس میں فرنیچر نہ ہو، یا فرنیچر ہو لیکن بچے نہ ہوں، یا بچے ہوں اساتذہ نہ ہوں، یا اساتذہ محنتی نہ ہوں، یعنی سکول سے جُڑی ہر چیز ایک دوسرے کے ساتھ مضبوطی سے جُڑی ہوتی ہے۔ سب کا تسلسل ہی کامیابی کی ضمانت ہوتی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسے کون سے اقدامات کو اپنایا جائے جن سے سکول کی مارکیٹنگ ہو سکے اور مقبولیت میں اضافہ ہو سکے۔ سکول کی کامیابی میں اس کی مناسب اور ضروری تشہیر کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔

مناسب اور ضروری تشہیر کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔

تشہیر کی بدولت پتہ چلتا ہے کہ:

- سکول کے نتائج کیا ہیں؟
- سکول کی بلڈنگ کیسی ہے؟
- سکول کا ڈسپلن کیسا ہے؟
- سکول کے اساتذہ کیسے ہیں؟
- سکول کے بچے کیسے ہیں؟
- سکول کا معاشرے پر Impact کیا ہے؟
- سکول معاشرتی ترقی میں کیا کردار ادا کر رہا ہے؟
- سکول کی مجموعی کارکردگی کیا ہے؟
- دیگر خدمات کیا ہیں؟

تشہیر لازمی کرنی چاہیے مگر اس میں من گھڑت باتیں نہ ہوں بلکہ حقیقت پسندی ہو اور سکول کے مقاصد و وژن، مشن کے مطابق اس کی ترقی کی کاوش کی جائے۔ سکول کی تشہیر عموماً درج ذیل مقاصد کے پیشِ نظر کی جاتی ہے:

- سکول کی کارکردگی سے آگاہ کرنا
- سکول کی خدمت سے کمیونٹی کو مطلع کرنا
- داخلہ طلباء میں اضافہ کرنا
- سکول کو ترقی دینا
- سکول کی نیک نامی کا سبب بننا

سکول کی تشہیر درج ذیل طریقوں سے کی جاسکتی ہے:

بروشرز	پمفلٹ	تقاریب	کارکردگی کے اشتہارات
سائنسی نمائش	بینرز	فلیکس	وال چاکنگ
پوسٹرز	سالانہ تقریب تقسیم انعامات	یوم والدین	سپورٹس ویک
کارنر میٹنگز	دعوت نامے	کیبل پر اشتہارات	اخبارات میں اشتہارات
انعام یافتہ طلبا کی پذیرائی	میگزین (ہفتہ وار، ماہانہ اور سالانہ)		

سکول کی تشہیر میں عموماً درج ذیل خدمات کا ذکر ضرور کیا جانا چاہیے جن سے سکول کی نیک نامی ہو اور کمیونٹی کی توجہ اور سرپرستی حاصل ہو سکے۔ ایسی صورت میں طلبا کی تعداد میں اضافہ بھی کیا جاسکتا ہے اور سکول کے لیے مزید کوئی خدمت / ڈونیشن / بلڈنگ وغیرہ کا حصول بھی ممکن بنایا جاسکتا ہے:

- ادبی لحاظ سے بہترین طلبا کا تذکرہ
- بہترین تعلیمی انعام یافتہ طلبا کا تذکرہ
- اچھے اساتذہ کی خدمات کا اعتراف
- بلڈنگ کا وائٹ واش کرنا
- پرنسپل آفس کو خوبصورت بنانا
- سکول میں بہترین فرنیچر کی فراہمی
- مستحق بچوں کو فیسوں میں رعایت
- کشادہ بلڈنگ
- کھیل کا میدان
- ہوادار کمرے
- صاف شفاف پانی
- محنتی اور کوالیفائیڈ سٹاف
- جدید رجحانات کے مطابق تدریس
- سائنس لیب
- کمپیوٹر لیب
- لائبریری
- صباحی اسمبلی
- بزم ادب
- سٹڈی ٹورز
- سمعی بصری معاونات کی مدد سے تدریس
- مار پیٹ سے گریز
- اسلامی تعلیم کا خصوصی اہتمام
- صفائی کا اہتمام

سکول کی موزوں تشہیر کی بدولت بے شمار فوائد کا حصول ممکن بنایا جاسکتا ہے۔ چند فوائد درج ذیل ہیں:

- سکول کے مجموعی داخلے میں اضافہ
- سکول کی ترقی
- سکول کے منافع میں اضافہ

شہر اور دیہات میں سکولز کی تشہیر کے اقدامات کی نوعیت الگ الگ ہے۔ کیونکہ دیہی اور شہری علاقوں کی تشہیر میں کافی فرق ہوتا ہے۔ دیہی علاقوں میں پوسٹرز، بروشرز اور فلیکس وغیرہ کی بجائے لوگوں سے مل کر سکول کی تشہیر بہتر انداز میں کی جاسکتی ہے۔ کیونکہ دیہات میں شرح خواندگی کم ہوتی ہے اور کچھ لوگ تو پوسٹر وغیرہ پڑھ بھی نہیں سکتے۔ لیکن ان سے مل کر سکول کے بارے میں بتایا جائے تو نہ صرف وہ خود سنتے ہیں بلکہ آپ کا پیغام دوسروں تک بھی پہنچاسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ اپنا پیغام گاؤں میں کوئی پروگرام یا جلسہ رکھ کر بھی لوگوں تک پہنچاسکتے ہیں۔ دیہی علاقوں میں نسبتاً غربت زیادہ ہوتی ہے۔ لہٰذا مناسب سکالرشپ دے کر ہم سکول کے داخلے میں اضافہ کرسکتے ہیں۔ لیکن مناسب مقدار میں پوسٹرز بھی بنوائے جائیں اور مناسب فاصلوں پر آویزاں کیے جائیں۔

سکول کی عمارت کا بھی سکول کی تشہیر کے ضمن میں اہم رول ہے۔ کھلے اور ہوادار کمرے، کھیل کا میدان اور مناسب سہولیات ہوں تو والدین اپنے بچوں کو ایسے سکول میں پڑھنے کے لیے لازمی بھیجیں گے۔ لیکن سکول انتظامیہ کو یہ بات لازمی ذہن میں رکھنی چاہیے کہ لوگوں کو سکول کی عمارت سے نہیں بلکہ سکول کی تعلیم سے اور بچوں کی اچھی تربیت سے متاثر کیا جاسکتا ہے۔ لہٰذا محنتی، قابل اور شفقت سے پڑھانے والے اساتذہ کو سکول میں بھرتی کیا جائے۔ اگر بچے کی پڑھائی سے والدین مطمئن ہوں تو نہ صرف اپنے بچوں کو سکول میں بھیجیں گے بلکہ اپنے عزیز و اقارب اور پڑوسیوں کو بھی اس سکول کی خصوصیات کے متعلق بتائیں گے جو کہ تشہیر کی نہایت مقبول شکل ہے۔

اس کے برعکس شہری علاقوں میں تشہیر کے اقدامات تھوڑے مختلف ہوسکتے ہیں۔ شہروں میں شرح خواندگی دیہاتوں کی نسبت بہتر ہوتی ہے اور مصروف زندگی میں عموماً لوگوں سے ملنے جلنے کا رجحان کم ہوتا ہے۔ شہروں میں بروشر، پوسٹر، بینرز، فلیکس یا وال چاکنگ کے ذریعے سکول کی تشہیر انتہائی سستے داموں اور بہتر طریقے سے کی جاسکتی ہے۔ علاوہ ازیں کیبل پر اپنا باقاعدہ اشتہار چلوایا جائے نیز ایک چیز کو ذہن میں رکھا جائے کہ والدین عموماً بچوں کو گھر سے بہت دور پڑھنے کے لیے نہیں بھیجتے لہٰذا ایک مخصوص علاقے میں اپنی تشہیر کروائی جائے لیکن اس تشہیر کو بھرپور طریقے سے کروایا جائے۔

اپنے سکول کے سابقہ نتائج آویزاں کیے جائیں کیونکہ والدین کا پہلا سوال ہی اس کے متعلق ہوتا ہے اور بچوں کا رزلٹ آپ کے اساتذہ کی محنت کی تصویر پیش کر رہا ہوتا ہے۔ شہروں میں ٹرانسپورٹ کے اخراجات بہت زیادہ ہیں اور والدین کے لیے بہت مسئلہ ہے لیکن اگر بچوں کو پک اینڈ ڈراپ کی سہولیات سکول کی طرف سے دی جائیں بے شک مناسب چارجز لیے جائیں تو سکول کے داخلے میں خاطر خواہ اضافہ ہوسکتا ہے۔

شہروں کی مصروف زندگی میں لوگوں کی آپس میں واقفیت بہت کم ہوتی ہے حتیٰ کہ اکثر و بیشتر ایک گلی میں رہنے والے لوگ بھی ایک دوسرے کو نہیں پہچانتے لہٰذا سکول کی بلڈنگ کوشش کی جائے کہ شہر یا دیہات کی مشہور جگہ پر بنائی جائے لیکن اگر مجبوراً بلڈنگ گلی کوچوں میں ہو تو اس کے لیے مناسب سائن بورڈ لگوائے جائیں جن پر تیر کے نشان سے سکول کی لوکیشن واضح کر دی جائے تاکہ لوگوں کو پہنچنے میں آسانی ہو۔ اس کے علاوہ سکول میں استقبالیہ لازمی ہو۔

بچوں کی بہتر پڑھائی، ان کے نتائج کی باقاعدہ رپورٹ، اساتذہ کی والدین سے میٹنگ، یہ سب وہ عناصر ہیں جو کہ آپ کے سکول کے معیار کی ضمانت ہیں۔ اور والدین اگر ان چیزوں سے مطمئن ہو جائیں گے تو وہ بچے اور ان کے والدین سکول کی تشہیر کا ایک ذریعہ ہوں گے۔

طلحہ ادریس

بھگوال میں لگے بھاگ

شاد باد پاک سرزمین کے پوٹھوہاری علاقے میں ضلع چکوال واقع ہے۔ اس کی وجہِ شہرت زندگی کے مختلف شعبوں میں نمایاں کارکردگی دکھانے والے افراد بھی ہیں اور اچھی نسل کے بیل اور گھوڑے بھی۔ برصغیر پاک وہند کی فوج میں یہاں کے سپوتوں نے کئی کارنامے سرانجام دیے۔ ملکی سطح کے فوجی افسران میں خداداد خان، محمد اکبر خان، جنرل افتخار خان، جنرل عبدالمجید ملک، جنرل عبدالقیوم اور ایئرمارشل نور خان کے نام ملتے ہیں۔ وطنِ عزیز کے ماہر خطاط اور خوش نویس حافظ محمد یوسف سدیدی کا تعلق اسی زرخیز مٹی سے ہے۔ کھیل کے میدان میں ایشیا کے تیز ترین آدمی کا اعزاز پانے والے راجہ عبدالخالق بھی یہیں پیدا ہوئے۔ اسی ضلع میں سیاحتی مقام کلر کہار، دھنی کے میدان، کٹاس قلعہ، دریائے دھراب اور گمبھیر ندی لوگوں کی توجہ کا سامان ہیں۔

چکوال شہر سے 34 کلومیٹر کی مسافت پر ایک قصبہ بھگوال ہے۔ تقریباً دس ہزار آبادی پر مشتمل اس قصبہ کے قرب وجوار (5 سے 8 کلومیٹر کی حدود) میں دس گاؤں آباد ہیں۔ یہاں مارچ 1999ء میں 6 ہزار روپے ماہانہ کرایہ پر لی ایک عمارت میں غزالی سکول کی ابتدا کی گئی۔ رحیم یار خان صاحب پہلے (اکیلے) استاد تھے اور 9 بچوں پر مشتمل ابتدائی جماعت۔ جون میں لاہور سے طیب میاں صاحب سکول کا جائزہ لینے پہنچے۔ انہوں نے سکول اور طلبہ کی کارکردگی کا جائزہ لینے کے بعد لکھا: اگر دوماہ میں طلبہ کی تعداد 25 نہ ہوئی تو سکول بند کر دیا جائے گا۔

رحیم یار خان صاحب نے معذرت کر لی۔ ان دنوں غزالی کے ضلعی ذمہ دار تبسم مرتضیٰ صاحب تھے۔ انہوں نے مقامی سکول کمیٹی کے رکن عارف محمود صاحب کے ساتھ مل کر رحیم یار صاحب کو قائل کرنے کی کوشش کی مگر وہ نہ مانے۔ باہم مشورہ سے عارف محمود صاحب ہی کو یہ ذمہ داری اٹھانا پڑی۔ 10 اکتوبر 1999ء کو سکول عارف صاحب کے بڑے بھائی (الطاف حسین صاحب) کی ڈیڑھ کنال کی کوٹھی کے ایک کمرہ میں منتقل ہو گیا۔ یوں عمارت کے کرائے کا خرچ بچا۔ استاد کی تنخواہ جو ابتداً 1500 روپے تھی، اسے بھی ایک ہزار روپے ماہانہ کر لیا گیا۔ یہ مخلصانہ قربانی روشن مستقبل کی بنیاد بنی۔ بنیاد مضبوط ہو تو عمارت مستحکم ہوتی ہے۔

آغازِ سفر کو ایک سال بیت گیا۔ نئے سال میں کوٹھی کا ایک اور کمرہ خالی کروالیا گیا۔ طلبہ کی تعداد بڑھنے لگی۔ عارف صاحب کو اپنے خاندان ہی میں سے اساتذہ مل گئے۔ انہی میں ایک جوہرِ قابل محمد جمیل انجم بھی تھے۔ جمیل صاحب مثالی استاد تو تھے ہی، اچھے مقرر اور خطاط بھی تھے۔ ان کی کاوشوں سے طلبہ کی تقریری وتحریری صلاحیتوں میں نکھار آنے لگا۔ ایک طرف الطاف حسین صاحب کی مالی معاونت اور دوسری طرف اساتذہ کی بھرپور محنت ثمر بار ہونے لگی۔ 2004ء میں سکول علاقہ بھر میں نمایاں ہو گیا۔ جماعت پنجم اور ہشتم کے سالانہ امتحانات میں طلبہ نے نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ بورڈ کے امتحان میں سرِفہرست آنے کی تمنا پیدا ہوئی۔

2013ء میں مڈل کے امتحان میں سکول نے پورے بورڈ میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔ 2014ء اور 2015ء میں پرائمری کے بورڈ امتحان میں دوسری اور تیسری پوزیشنز آئیں۔ ہر سال طلبہ کی ایک تعداد وظائف حاصل کرنے لگی۔ ہم نصابی سرگرمیوں میں بھی سکول پیچھے نہ رہا۔ وزیرِ اعلیٰ پنجاب نے ادبی مقابلہ جات کروائے جس میں 5 مرتبہ صوبائی سطح تک طلبہ پہنچے۔ ایک مرتبہ ڈویژنل سطح پر دوم انعام ملا اور 3 مرتبہ ضلعی سطح پر اردو تقریری مقابلہ میں پہلا نمبر رہا۔ غزالی کے تحت منعقدہ مقابلہ جات (سیرت النبیؐ اور اقبالیات) میں بھگوال سکول کے طلبہ نے مرکزی سطح پر انگریزی تقریری مقابلہ میں اوّل، حسنِ نعت میں دوئم اور بیت بازی میں خصوصی انعام پایا۔ کامیابیوں کا سفر جاری ہے۔ اس وقت سکول کے 3 کیمپس اور 22 سیکشن ہیں۔ طلبہ کی مجموعی تعداد 500 کے قریب ہے جو 24 اساتذہ کی زیرِ نگرانی تعلیم و تربیت پا رہے ہیں۔

اس وقت بھگوال میں 3 سرکاری اور 5 نجی تعلیمی ادارات موجود ہیں۔ الائیڈ سکول اور دی کیئر فاؤنڈیشن سکول شاندار عمارات پر مشتمل ہیں۔ یہ ادارے طلبہ و اساتذہ کو بہت سی سہولیات فراہم کرتے اور عام آبادی کو اپنی طرف کھینچتے چلے جا رہے ہیں۔ نصابی و ہم نصابی سرگرمیوں میں تو غزالی سکول اپنی سی بھرپور کوشش و کاوش کر رہا ہے لیکن اچھی بڑی عمارت، بہترین فرنیچر، سائنس اور کمپیوٹر لیب کی کمی محسوس ہوتی ہے۔ اساتذہ مالی مشکلات و تفکرات سے آزاد ہوں تو ترقی کے امکانات کئی گنا بڑھ سکتے ہیں۔ سکول تاحال مڈل ہے، اسے ہائی سکول ہونا چاہیے۔ امید ہے غزالی سکول بھگوال کو بھاگ لگے رہیں گے۔

میں صداقت حسین گوندل بطور سینئر ڈسٹرکٹ منیجر غزالی سکول بھگوال کے اساتذہ اور پرنسپل کی عظمت کو سلام پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے انتہائی نامساعد حالات کے باوجود غزالی کا نام بھگوال میں سربلند رکھا۔ غزالی سکول بھگوال کو بہت سے چیلنجز کا سامنا ہے لیکن سب سے بڑا چیلنج بلڈنگ کی عدم دستیابی ہے اگر کوئی ایسا تعلیم دوست اور اہلِ خیر فرد مل جائے جو غزالی سکول بھگوال کو تین کیمپس کی جگہ ایک ایسی بلڈنگ بنا دے جہاں تینوں کیمپس کے بچے اکٹھے تعلیم حاصل کر سکیں غزالی سکول بھگوال کے بچوں میں اتنا پوٹینشل موجود ہے کہ یہ سکول نہ صرف علاقہ بھر بلکہ ضلع چکوال کے نمایاں سکولوں میں اپناب مقام بنا سکتا ہے۔

عبدالمقیت

یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے

زندگی میں کبھی نا کبھی کچھ ایسے لوگ بھی ملتے ہیں کہ جن کے ساتھ کھڑے ہونے پہ اپنا قد چھوٹا محسوس ہونے لگتا ہے... کہ جن کی شخصیت سے ٹھنڈی اور گھنی چھاؤں ملتی نظر آتی ہے۔

یہ سن رکھا تھا کہ وفاؤں دنوں کی بات ہے جب لوگ سچے اور مکان کچے ہوا کرتے تھے.... لیکن یہ اُن دنوں کے قصے کی عملی شکل میں نے ان دنوں میں دیکھی.... یہ متاثر کر دینے والی کہانی ایک نوجوان کی ہے۔ جی ہاں اُسی عمر کا نوجوان کہ جس عمر میں عموماً لونڈے اپنے خواب بُنتے ہیں اور اچھی نوکری، گاڑی اور اچھی شادی شدہ زندگی اور خوب پیسے کو ہی ایک اچھا روشن مستقبل گردانتے ہیں۔

2016 میں غزالی ایجوکیشن ٹرسٹ کو بھکر میں 30 سرکاری سکولز "پبلک پرائیویٹ پارٹنر شپ" کی بنیاد پر مختصر عرصے کیلئے سونپے گئے۔ انہی سکولز میں سے ایک سکول بھکر شہر سے 25 کلومیٹر دور عین دریائے سندھ کے کنارے پہ تھا۔ سکول کے آس پاس بھی اور دور دور تک بھی پڑھے لکھے اساتذہ کا کوئی انتظام نہیں تھا....ایسے میں بھکر شہر کے نواحی قصبے "شاہانی" سے ایک نوجوان نے اپنی خدمات کے لیے خود کو ادارے کے حوالے کیا۔

گومل یونیورسٹی ڈیرہ اسماعیل خان سے ایم بی اے ڈگری ہولڈر نے بطور پرنسپل گورنمنٹ پرائمری سکول بستی حسین خان کا انتظام سنبھالا۔ سکول میں باقی تمام خواتین ہونے کے باوجود علاقے بھر کے لوگوں نے اسد رضا کی صلاحیت اور صالحیت پہ اعتماد قائم رکھا۔ سکول کو شروع ہوئے 2 ماہ ہی ہوئے کہ ایک روز اسد رضا نے ادارے کے مینیجر سے اس بات کا ذکر کیا کہ ٹیچرز چونکہ 16 کلومیٹر دور سے آتی ہیں اور کچے کے علاقے میں سڑکوں کی جگہ کچے رستے ہیں جس کی وجہ سے ٹیچرز روزانہ دیر سے پہنچتی ہیں۔ ایسی صورتحال کے حل کیے لیے جب اس سے تجویز مانگی گئی تو اس نے برملا اس بات کی خواہش کی کہ کچھ رقم میرے پاس موجود ہے باقی رقم آپ ڈالیں اور مجھے ایک رکشہ خریدنے کی اجازت دیں۔

2 سال ہونے کو ہیں اسد رضا صبح اٹھ کر اپنے قصبے سے سب ٹیچرز کو رکشے کے ذریعے 16 کلومیٹر کا کٹھن و دشوار رستہ طے کرکے سکول پہنچاتا ہے اور پھر سکول کی چھٹی تک پرنسپل کے فرائض انجام دیتا ہے اور واپسی پہ سب خواتین کو ان کے گھروں تک چھوڑتا ہے۔ نشیب کے کچے رستوں کی وجہ سے اکثر رکشے کا چین ٹوٹ جائے تو ایم بی اے ہولڈر اُسے اوزار سے جوڑتا نظر آتا ہے۔ سکول میں بجلی کی وائرنگ، سکول میں چونے اور سفیدی کا کام خوشی سے کرتا ہے کہ جب میں یہ سب کر سکتا ہوں تو پیسے کیوں ضائع کیے جائیں۔

پرائمری سکول اب اسد رضا کی بھرپور محنت سے مڈل سکول کا درجہ حاصل کر چکا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ فارغ اوقات میں پنجم، ششم اور ہفتم کے مضامین کے نوٹس بنا کر اپنے دیگر پرنسپلز کو مستفید ہونے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ ہم ائیر کنڈیشنڈ دفاتر میں رہتے ہوئے اور آرام دہ گاڑیوں میں سفر کرکے اپنی achievements کا فخریہ انداز میں ذکر دراصل اسد رضا جیسے نوجوانوں کی اس کمٹمنٹ کے بل بوتے پہ کرتے ہیں کہ جو کمٹمنٹ اسد رضا کے چہرے کو طمانیت اور قلب کو سکون مہیا کرتی ہے۔ جاڑے کا موسم ہو یا ہاڑ کی آگ چھینکتی گرمی اسد رضا اپنے رکشے پہ سب ٹیچرز کو پک اینڈ ڈراپ کی سہولت مہیا کرتا ہے اور اُن سے صرف اپنی اپنی کلاس کے بچوں پہ خوب محنت کرنے کا عہد لیتا ہے اور اس سب کے بدلے ادارے سے اتنا معاوضہ لیتا ہے کہ جسے گننے میں شاید چند سیکنڈ ہی لگتے ہوں۔

یہ ہمارے معاشرے کے وہ محسن ہیں کہ جو سالوں سال اجنبی رہتے ہیں..... جن کا تعارف شاید صرف اتنا ہی ہو کہ لڑکا سکول کا ماسٹر ہے۔ لیکن سچی بات تو یہ ہے ایسے لوگوں کی محنت لگن اور اخلاص کسی تعریف کا تعاقب نہیں کرتی۔

ادارے ایسے نہیں پھلتے پھولتے... ترقی میں اسد رضا جیسے لوگوں کا بہت زیادہ نہیں تو کچھ تو حصہ ضرور ہوتا ہے.....

ارسلان شاکر

کھانے پینے کے آداب

کھانا اور پینا اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے جو ہمارے وجود، صحت اور توانائی کی بنیاد ہے۔ یہ نعمتیں صرف بھوک مٹانے یا لذت حاصل کرنے کا ذریعہ نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور شفقت کا اظہار ہیں۔ انہیں قدر کی نگاہ سے دیکھنا، شکر گزاری کے ساتھ استعمال کرنا اور ان کے آداب کو سیکھنا ہر مسلمان کا ایمانی فریضہ ہے۔ اسلام نے نہ صرف کھانے پینے کی حلال و پاکیزہ چیزوں کی ترغیب دی ہے، بلکہ اس عمل کو بھی عبادت بنانے کے لیے آداب سکھائے ہیں۔ یہ آداب ہمیں بے جا اسراف سے روکتے ہیں، ہمارے اخلاق کو سنوارتے ہیں اور معاشرے میں تواضع و احترام کا جذبہ پروان چڑھاتے ہیں۔ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا **"مومن ایک آنت میں کھاتا ہے، جبکہ کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے" (بخاری)**، جو اعتدال اور شکر گزاری کی عمدہ مثال ہے۔ لہٰذا، کھانے پینے کے یہ آداب نہ صرف ہماری تہذیبی پہچان ہیں، بلکہ ہمارے ایمان کی تکمیل اور اللہ کی رضا حاصل کرنے کا ذریعہ بھی ہیں۔ آئیے، انہیں سیکھ کر اپنی روزمرہ زندگی کا حصہ بنائیں اور اپنے رب کے قریب ہوں۔

کھانا کھانے کے آداب

i. کھانے سے پہلے کے آداب:

1. کھانے سے پہلے اور بعد میں اچھی طرح ہاتھ دھوئیں۔
2. کھانا شروع کرتے وقت "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" ضرور پڑھیں۔
3. اگر ممکن ہو تو سب مل بیٹھ کر کھائیں، اس سے برکت ہوتی ہے۔
4. ہمیشہ پاک اور حلال کھانے کا انتخاب کریں۔
5. صفائی کا خیال رکھنا سنت اور صحت کے لیے ضروری ہے۔
6. کھانے کو ادب کے ساتھ بیٹھ کر کھائیں۔
7. نبی ﷺ نے دائیں ہاتھ سے کھانے کا حکم دیا ہے۔
8. کھانے کو اللہ کی نعمت سمجھ کر شکر ادا کریں۔

9. گندے برتن یا ناپاک جگہ پر کھانے سے گریز کریں۔
10. نبی ﷺ نے فرمایا کہ مل کر کھانے میں برکت ہوتی ہے۔
11. کھانے کی ظاہری شکل پر نکتہ چینی نہ کریں۔
12. کھانے کو سونگھنے سے اجتناب کریں۔
13. اپنے کھانے کے لیے جائز اور حلال روزی کا خیال رکھیں۔
14. کھانے کے لیے زمین پر بیٹھ کر کھانے کو ترجیح دیں، کیونکہ یہ سنت ہے۔
15. اگر کسی کے ساتھ کھا رہے ہیں تو سب کے آجانے کا انتظار کریں۔

II. کھانے کے دوران آداب:

1) نبی کریم ﷺ نے دائیں ہاتھ سے کھانے کی تاکید فرمائی ہے۔

2) چھوٹا لقمہ لیں اور اچھی طرح چبائیں اس سے ہاضمہ درست رہتا ہے۔

3) برتن کے درمیان سے نہ کھائیں، بلکہ اپنے قریب والے حصے سے کھائیں۔

4) کھانے کو برا بھلا کہنے سے گریز کریں۔ اگر پسند نہ ہو تو خاموشی سے چھوڑ دیں۔

5) کھاتے وقت فضول باتوں سے پرہیز کریں، خاص طور پر منہ بھرا ہو تو بات نہ کریں۔

6) صحت اور برکت کے لیے کھانے کو اچھی طرح چبا کر کھائیں۔

7) کھانے کے دوران چبانے کی آواز نہ نکالیں۔

8) کھانے کے دوران کسی کو گھورنے یا ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے سے گریز کریں۔

9) زیادہ گرم کھانے سے پرہیز کریں۔ نبی ﷺ نے کھانے کو ٹھنڈا ہونے دینے کی ہدایت فرمائی ہے۔

10) کھانے کے دوران غیر ضروری باتوں اور ہنسی مذاق سے بچیں۔

11) مشترکہ کھانے میں دوسروں کا لحاظ رکھیں۔ دوسروں کے لیے جگہ چھوڑیں اور ضرورت سے زیادہ نہ لیں۔

12) سکون اور مہذب انداز میں کھانے کی عادت اپنائیں۔

13) کھانے یا پینے کی چیزوں میں پھونک مارنے سے اجتناب کریں۔

14) کھانے کے دوران کوئی چیز گر جائے تو اسے صاف کر کے کھالیں۔ نبی ﷺ نے کھانے کو ضائع نہ کرنے کا حکم دیا۔

15) کھانے کے دوران کسی اور کے کھانے پر تبصرہ نہ کریں۔

III. کھانے کے بعد کے آداب:

1) کھانا ختم کرنے کے بعد "اَلْحَمْدُ لِلّٰہ" ضرور کہیں۔

2) اپنی پلیٹ یا گلاس خود اٹھائیں اور بڑوں کا ہاتھ بٹائیں۔

3) کھانے کے بعد ہاتھ دھونا اور کلی کرنا سنت ہے۔

4) پلیٹ میں بچا ہوا کھانا ختم کرنا سنت ہے۔

5) کھانے کے فوراً بعد نہ لیٹیں، بلکہ کچھ دیر بیٹھے رہیں۔

6) کھانا کھانے کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ کہنا سنت ہے۔

7) ہلکی چہل قدمی کرنے سے کھانے کو ہضم کرنے میں مدد ملتی ہے۔

8) اضافی کھانے کو ضائع کرنے کے بجائے محفوظ کر لینا یا کسی ضرورت مند کو دینا چاہیے۔

9) فوراً سونے سے بدہضمی ہو سکتی ہے، اس لیے کچھ وقت جاگنا بہتر ہے۔

10) ہمیشہ اللہ کی نعمتوں پر راضی اور شکر گزار رہیں، اس سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے۔

11) کھانے کے بعد میز یا دستر خوان کی صفائی میں مدد کریں۔

12) اگر کھانے کے بعد میزبان کو مدد کی ضرورت ہو تو آگے بڑھ کر مدد کریں۔

13) کھانے کے بعد میزبان کا شکریہ ادا کریں۔

14) اگر آپ خود میزبان ہیں تو آمد کے لیے مہمانوں کا شکریہ ادا کریں۔

15) کھانے کے بارے میں فضول تبصرے یا کھانے پر تنقید کرنے سے اجتناب کریں

IV. پانی پینے کے آداب:

1) کھڑے ہو کر پینے سے گریز کریں۔

2) پیغمبر اسلام ﷺ نے تین سانس میں پینے کی عادت کو پسند فرمایا۔

3) شروع میں "بِسمِ اللهِ" اور آخر میں "اَلحَمدُ لِلهِ" کہیں۔

4) پانی بیٹھ کر پینا سنت ہے، کھڑے ہو کر پینے سے پرہیز کریں (بجز کسی مجبوری کے)۔

5) دائیں ہاتھ سے پانی پینے کی عادت اپنائیں۔

6) پانی ہمیشہ دیکھ کر پئیں تاکہ اس میں کوئی چیز نہ ہو۔

7) برتن یا گلاس صاف ستھرا ہونا چاہیے، گندے برتن میں پینے سے اجتناب کریں۔

8) پانی آرام اور سکون کے ساتھ پئیں، جلد بازی نہ کریں۔

9) زیادہ ٹھنڈا یا گرم پانی ایک دم نہ پئیں، صحت پر اثر پڑ سکتا ہے۔

10) پانی پینے کے دوران بات چیت سے گریز کریں۔

11) اگر پانی کسی نے پیش کیا ہو تو شکریہ ادا کریں۔

12) پانی میں پھونک مار کر یا شور پیدا کر کے نہ پئیں۔

13) کسی اور کا بچا ہوا پانی پینے سے پہلے اجازت لے لیں۔

14) پانی کے برتن کو استعمال کے بعد صحیح جگہ پر رکھیں، بے ترتیبی نہ کریں۔

15) پانی ہمیشہ پاک اور حلال ذریعہ سے حاصل کریں، ناپاک یا مشکوک پانی سے پرہیز کریں۔

"کھانے کے آداب" سے متعلق سرگرمیاں

کھانے اور پینے کے آداب اسلامی تعلیمات کا ایک بنیادی جزو ہیں، جو نہ صرف صحت اور صفائی کا خیال رکھتے ہیں بلکہ حسنِ اخلاق اور شکر گزاری کو بھی فروغ دیتے ہیں۔ ان آداب کو سیکھنے اور اپنانے کے لیے مختلف انٹرایکٹو اور عملی سرگرمیاں ترتیب دی گئی ہیں، جو شرکاء کو کھانے سے پہلے، دورانِ کھانے، بعد از کھانے اور پانی/مشروب پینے کے اصولوں کو مؤثر انداز میں سمجھنے میں مدد دیتی ہیں۔ ان سرگرمیوں کا مقصد سنت نبوی ﷺ کے مطابق کھانے پینے کی صحیح عادات اپنانا، شکر گزاری کو فروغ دینا اور کھانے کے ضیاع سے بچنے کی عملی تربیت فراہم کرنا ہے، تاکہ یہ آداب روزمرہ زندگی کا حصہ بن سکیں۔

کھانے سے پہلے کے آداب

سرگرمی

عملی مظاہرہ:

مقصد: ہاتھ دھونا، بسم اللہ پڑھنا اور مل کر بیٹھنے کی عادت ڈالنا۔

طریقہ:

1. شرکاء کھانے کے کمرے میں داخل ہونے کی نقل کریں۔
2. ہاتھ دھونے، بسم اللہ پڑھنے اور دوسروں کو کھانے میں شامل کرنے کا عملی مظاہرہ کریں۔
3. صفائی، شکر گزاری اور باہمی اخوت کی اہمیت پر گفتگو کریں۔

سرگرمی

سنت بمقابلہ جدید عادات:

مقصد: اسلامی سنتوں اور جدید غیر مناسب عادات میں فرق کرنا۔

طریقہ:

1. مختلف جملے جیسے "فرش پر بیٹھ کر کھانا" (سنت) اور "موبائل دیکھتے ہوئے کھانا" (غلط عادت) والے کارڈ تیار کریں۔
2. شرکاء ان کارڈز کو "سنت" اور "اجتناب کریں" کے گروپس میں تقسیم کریں۔

سرگرمی

صفائی کی چیک لسٹ:

مقصد : کھانے سے پہلے صفائی کی اہمیت اجاگر کرنا۔

طریقہ:

1. صفائی کے پانچ بنیادی اصولوں کی فہرست بنائیں (جیسے ہاتھ دھونا، برتنوں کی صفائی)۔
2. شرکاء اپنی روزمرہ کی صفائی کی عادات پر نشان لگائیں اور بہتری کے لیے ایک ہدف مقرر کریں۔

کھانے کے دوران کے آداب

سرگرمی

نوالہ کھانے کی مشق:

مقصد : دھیمے اور شائستہ انداز میں کھانے کی عادت ڈالنا۔

طریقہ:

1. شرکاء کو چھوٹے نوالے لینے اور اچھی طرح چبانے کی ترغیب دیں۔
2. اس پر بات کریں کہ آہستہ کھانے سے ہاضمہ کیسے بہتر ہوتا ہے۔

سرگرمی

کھانے پر تنقید نہ کرنے کا عہد:

مقصد : کھانے کی ناشکری سے بچنا۔

طریقہ:

1. فرضی کھانے کا اہتمام کریں۔
2. اگر کسی کو کھانے کا ذائقہ پسند نہ آئے تو نرمی سے انکار کرنے کی مشق کروائیں۔
3. شکرگزاری کی اہمیت پر بات کریں۔

سرگرمی

اجتماعی کھانے کی مشق:

مقصد : کھانے کی تقسیم اور حسنِ سلوک کی تربیت۔

طریقہ:

1. شرکاء میز پر بیٹھ کر مشترکہ برتنوں سے کھانے کی مشق کریں۔
2. انہیں سکھایا جائے کہ وہ اپنے سامنے سے کھائیں، دوسروں کے لیے جگہ چھوڑیں اور دھیمے انداز میں کھائیں۔

کھانے کے بعد کے آداب

سرگرمی

شکرگزاری کا دائرہ:

مقصد : کھانے کے بعد الحمدللہ پڑھنے کی ترغیب دینا۔

طریقہ:

1. کھانے کے بعد سب مل کر "الحمدللہ" کہیں۔
2. ہر فرد ایک ایسی نعمت کا ذکر کرے جس کے لیے وہ شکرگزار ہے۔

سرگرمی

کھانے کا ضیاع ختم کرنا:

مقصد : کھانے کے ضیاع کو روکنا۔

طریقہ:

1. بچے ہوئے کھانے کو اکٹھا کریں۔
2. اس کے دوبارہ استعمال پر بات کریں جیسے پرندوں کو کھلانا یا مستحق افراد تک پہنچانا۔

سرگرمی

میزبان کی مدد کی دوڑ:

مقصد : ذمہ داری اور حسنِ اخلاق پیدا کرنا۔

طریقہ:

1. شرکاء پلیٹیں صاف کرنے، میز پونچھنے اور میزبان کا شکریہ ادا کرنے میں مقابلہ کریں۔
2. سب سے صاف ستھری اور تیز ... والی ٹیم کو انعام دیا جائے۔

پانی پینے کے آداب

سرگرمی

تین گھونٹ کی مشق:

مقصد:سنت کے مطابق پانی پینے کی تربیت دینا۔

طریقہ:

1. شرکاء کو بیٹھ کر اور دائیں ہاتھ سے پانی پینے کی عادت ڈالیں۔
2. انہیں تین گھونٹ میں پانی پینے اور بسم اللہ و الحمد للہ پڑھنے کا طریقہ سکھائیں۔

سرگرمی

پوسٹر ڈیزائن:

مقصد:پانی پینے کے آداب کو بصری انداز میں نمایاں کرنا۔

طریقہ:

1. "پانی پینے کے آداب "کے عنوان سے پوسٹر تیار کریں۔
2. اس میں بنیادی اصول شامل کریں جیسے "پانی میں پھونک نہ ماریں "یا" صاف برتن استعمال کریں"۔

آخری بات:

کھانے پینے کے آداب صرف اسلامی تعلیمات ہی نہیں بلکہ ایک باوقار اور متوازن زندگی گزارنے کا عملی طریقہ بھی ہیں۔ یہ آداب ہمیں شکر گزاری، اعتدال اور دوسروں کے حقوق کا خیال رکھنے کی ترغیب دیتے ہیں، جس سے نہ صرف ہماری صحت بہتر ہوتی ہے بلکہ معاشرتی حسن بھی برقرار رہتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے ہم اپنے کھانے پینے کے معاملات کو عبادت کا درجہ دے سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر ہم ان اصولوں کو اپنی روزمرہ زندگی میں اپنائیں، تو یہ نہ صرف ہمیں جسمانی اور روحانی فوائد فراہم کریں گے بلکہ ہمارے گھروں اور معاشرے میں محبت، برکت اور اخلاص کو فروغ دیں گے۔ اللہ ہمیں ان آداب پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے رزق میں برکت عطا کرے۔ آمین۔

عبداللہ عزام

یوم پاکستان، تجدید عہد وفا کا دن

قوموں کی زندگی میں بعض لمحات انتہائی فیصلہ کن ہوتے ہیں جو اپنے نتائج اور اثرات کے اعتبار سے خاصے دوررس اور تاریخ کا دھاوا موڑنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ ایسا ہی ایک لمحہ مسلمانان برصغیر کی زندگی میں 23 مارچ 1940ء کو آیا جب لاہور کے ایک وسیع و عرض میدان میں ، جسے منٹو پارک کہا جاتا ہے، لاکھوں مسلمان اکٹھے ہوئے اور بنگال کے وزیراعلیٰ مولوی فضل حق نے ایک قرارداد پیش کی جس کی تائید مسلمانوں نے دل و جان سے کی۔

پھر سے اسی قومی حمیت اور ملی غیرت کی ضرورت ہے کہ ہم اپنی سیاسی مصلحتوں اور آپس کی ریشہ دوانیوں کو بھلا کر پھر سے متحد ہو جائیں۔ آج 80 سال گزرنے کے بعد ایک بار پھر ہمیں اپنے اندر 23 مارچ 1940ء کا جذبہ بیدار کرنے کی ضرورت ہے اور تجدید عہد وفا کرتے ہوئے قرارداد پاکستان کے اغراض و مقاصد کی تکمیل اور قائداعظمؒ اور دیگر قومی رہنماؤں کے خواب کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ہمیں پھر سے ایک قوم بننا ہوگا۔ دو قومی نظریہ جو موجودہ حالات میں دم توڑتا دکھائی دے رہا ہے اسے بچانا ہوگا۔ دنیا کو دکھانا ہوگا کہ ہم وہی قوم ہیں جس نے اپنی جانوں کا نذرانہ دے کر پاکستان کے قیام کے خواب کو پورا کیا تھا۔

یوم پاکستان کے دن ہمیں خود سے عہد کرنا ہوگا کہ :

1. ہم پاکستان کو اپنے قائداعظمؒ کے دیے ہوئے رہنما اصولوں کی روشنی میں چلائیں گے۔
2. ہم پاکستان کو صحیح معنوں میں ایک اسلامی، فلاحی جمہوری مملکت بنائیں گے۔
3. ہم پاکستان کو غیروں کی غلامی سے نجات دلانے کی جدوجہد کریں گے اور پرامن طریقوں سے اغیار کے غلام حکمرانوں سے چھٹکارا حاصل کریں گے۔
4. ہم آپس کے اختلافات بھلا کر پہلے مسلمان، پاکستانی اور بعد میں پنجابی، سندھی، بلوچی اور پٹھان ہونے کا عملی مظاہرہ کریں گے۔
5. ہم اپنی آنے والی نسلوں کو ایک محفوظ اور روشن مستقبل دینے کے لیے جدوجہد کریں گے تاکہ وہ اپنے دین کی پیروی کرتے ہوئے باقی اقوام سے ترقی کی دوڑ میں بھی مسابقت کریں۔

اس دن کی یاد کو منانے اور نوجوانوں میں نظریہ پاکستان تازہ کرنے اور ان کے اذہان میں اس کو پیوستہ کرنے کے لیے سکولوں میں درج ذیل سرگرمیاں کی جاسکتی ہیں :

1. تقریری مقابلہ: اس دن کی مناسبت سے سکول کی سطح پر یا کچھ سکول مل کر کوئی بڑا پروگرام کر سکتے ہیں جس میں تجدید وفا، یوم پاکستان، حب الوطنی وغیرہ عنوانات سے تقریری مقابلہ جات کروائے جائیں۔
2. پاکستان کوئز: تحریک پاکستان، دو قومی نظریہ اور قیام پاکستان کے حوالے سے کوئز کا مقابلہ کروایا جائے۔
3. نمائش تحریک پاکستان: تحریک پاکستان کے حوالے سے چارٹس، تصاویر و دیگر چیزوں سے نمائش لگائی جائے
4. مقابلہ ملی و قومی نغمے: قومی اور ملی نغموں کا مقابلہ کروایا جائے
5. ٹیبلوز یا خاکے: تحریک پاکستان سے کسی واقعہ کی ٹیبلو کروائی جائے۔ قائداعظمؒ و دیگر تحریک پاکستان کے اکابرین کی ڈریسنگ بچوں کو کروا کر سٹیج پر دکھائی جائے۔
6. خطاطی: قائدؒ کے اقوال اور اقبالؒ کے اشعار پر مشتمل خطاطی کا مقابلہ کروایا جائے۔
7. اسٹال: یوم پاکستان کے حوالے سے سٹال لگائے جاسکتے ہیں۔
8. مقابلہ پینٹنگ اور ڈرائنگ : طلبا کے مابین پینٹنگ اور ڈرائنگ کا مقابلہ کروایا جائے جس میں بچوں سے تحریک پاکستان کے تابندہ ستاروں کی تصویر بنانے کا کہا جائے۔
9. یوم پاکستان کا پیغام : یوم پاکستان کا پیغام پھیلانے کے لیے آگاہی مہم چلائی جاسکتی ہے جس میں پوسٹر، سٹیکر، بلیک بورڈ اور وائٹ بورڈ کے ذریعے پیغامات طلبا تک پہنچائے جائیں۔
10. سیمینار: سکول میں یوم پاکستان کے عنوان سے سیمینار کا انعقاد کیا جائے۔
11. مضمون نویسی: مضمون نویسی کا مقابلہ کروایا جاسکتا ہے جس کا عنوان یوم پاکستان کی مناسبت سے ہو۔
12. سکول اسمبلی: صدر مدرس سکول اسمبلی میں یوم پاکستان پر روشنی ڈالے اور پاکستان کے قیام کی غرض و غایت بیان کرے۔
13. خراج عقیدت: مختلف شعرا کی لکھی گئی خوب صورت نظموں اور اشعار کی مدد سے تحریک پاکستان کے اکابرین کو خراج عقیدت پیش کیا جائے۔
14. آگاہی واک: یوم پاکستان واک کا اہتمام کیا جائے جس میں سب بچوں کو تحریک پاکستان کے اغراض و مقاصد سے آگاہی دی جائے۔

اللہ کرے یہ دن عام دنوں کی طرح آئے اور گزر نہ جائے بلکہ ہمیں کچھ کرنے اور کر گزرنے کا کم از کم ہمت و حوصلہ نصیب ہو جائے۔ اللہ کرے، اللہ کرے۔

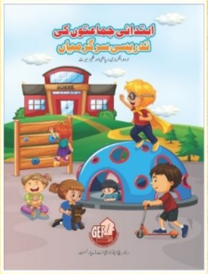

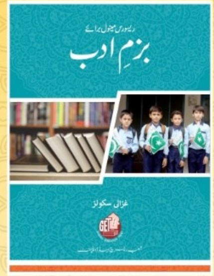

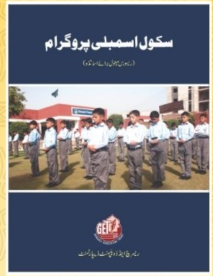

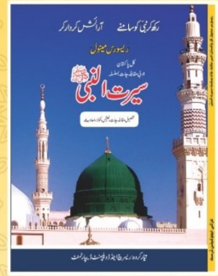

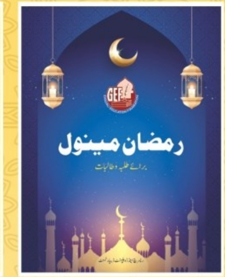

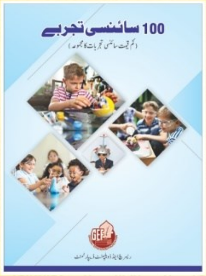

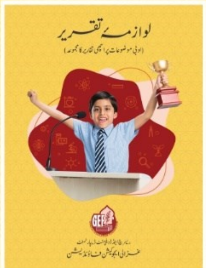

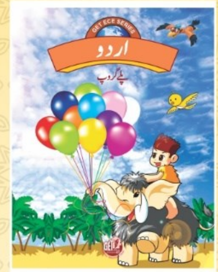

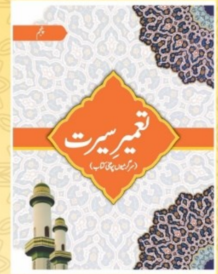

Ghazali Education Foundation
Research & Development Department

1446 2025
رمضان کیلنڈر

فرق صرف تعلیم سے ہے

رمضان	ایام	تاریخ	سحر	افطار
1	اتوار	2 مارچ	05:07	6:02
2	سوموار	03	05:06	6:03
3	منگل	04	05:05	6:04
4	بدھ	05	05:03	6:05
5	جمعرات	06	05:02	6:05
6	جمعہ	07	05:01	6:06
7	ہفتہ	08	05:00	6:07
8	اتوار	09	04:59	6:07
9	سوموار	10	04:57	6:08
10	منگل	11	04:56	6:09
11	بدھ	12	04:55	6:10
12	جمعرات	13	04:54	6:10
13	جمعہ	14	04:52	6:11
14	ہفتہ	15	04:51	6:12
15	اتوار	16	04:50	6:12

رمضان	ایام	تاریخ	سحر	افطار
16	سوموار	17	04:48	6:14
17	منگل	18	04:47	6:14
18	بدھ	19	04:46	6:15
19	جمعرات	20	04:45	6:16
20	جمعہ	21	04:43	6:16
21	ہفتہ	22	04:42	6:17
22	اتوار	23	04:40	6:18
23	سوموار	24	04:39	6:18
24	منگل	25	04:38	6:19
25	بدھ	26	04:36	6:20
26	جمعرات	27	04:35	6:20
27	جمعہ	28	04:34	6:21
28	ہفتہ	29	04:32	6:21
29	اتوار	30	04:31	6:22
30	سوموار	31	04:29	6:22

لاہور سے دیگر شہروں کا فرق (دیے گئے وقت میں منٹ اضافہ کریں)

کراچی-30	اسلام آباد-04	پشاور-10	کوئٹہ-29	ملتان-12	فیصل آباد-05	بھکر-13	میانوالی-11	سرگودھا-06	کشمور-19

تعلیمی و تربیتی وڈیوز اور پوسٹس کے لیے etaleem یوٹیوب چینل سبسکرائب اور etaleem فیس بک پیج Like کریں۔
ای تعلیم etaleem

شہزاد الحسن

ماہِ صیام

رَمضانُ المبارَکْ اسلامی تقویم کانواں مہینہ ہے۔ مسلمانوں کے لیے اس پورے مہینے میں روزے رکھنے فرض ہیں۔شب قدر، بھی اسی مہینے میں ہے۔قرآن کے مطابق اس رات کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے۔اس مہینے کی اہم ترین عبادت میں روزہ رکھنا، قرآن مجید کی تلاوت ،آخری عشرے کی طاق راتوں میں شب بیداری کرنا، دعاواستغفار، مؤمنین کو افطاری دینااور فقیروں اور حاجت مند کی مدد کرنا شامل ہے۔رمضان میں مسلم ممالک اور معاشرہ میں بہت سے دینی شعائر کا اہتمام کیا جاتا ہے، مثلًا: نماز تراویح اور آخری عشرہ میں اعتکاف وغیرہ۔ روزہ اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک ہے۔ جسے عربی میں ' صوم' کہتے ہیں۔

رمضان المبارکْ وہ بابرکت مہینہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم نازل فرمایا۔اس رات کو اللہ رب العزت نے تمام راتوں پر فضیلت عطافرمائی اور اسے شبِ قدر قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

شبِ قدر (فضیلت وبرکت اور اَجر وثواب میں) ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔(سورۃ القدر)

رمضان المبارکْ کی فضیلت وعظمت اور فیوض وبرکات کے بارے میں حضور نبی اکرمؐ کی چند احادیث مبارکہ درج ذیل ہیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ؐ نے فرمایا: "جب ماہ رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیطانوں کو پابہ زنجیر کر دیا جاتا ہے۔" (صحیح بخاری)

یعنی ایسا ماہ مبارکْ جس میں شیطان کے بہکاوؤں سے بچنے کی بھی آسانی کر دی گئ ہے۔

رمضان المبارکْ کے روزوں کو جو امتیازی شرف اور فضیلت حاصل ہے اس کا اندازہ حضور نبی اکرمؐ کی اس حدیث مبارکْ سے لگایا جاسکتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرمؐ نے فرمایا:

جو شخص بحالتِ ایمان ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھتا ہے اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔بخاری

رمضان المبارکْ کی ایکْ ایکْ ساعت اس قدر برکتوں اور سعادتوں کی حامل ہے کہ باقی گیارہ ماہ مل کر بھی اس کی برابری وہمسری نہیں کر سکتے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ اس مبارک مہینے کو طلبہ کی تربیت کے لحاظ سے پلان کیا جائے۔ رمضان میں ایسی تربیتی سرگرمیاں پلان کی جائیں جن سے طلبا کی شخصیت کو نکھارا جاسکے، انہیں قرآن مجید اور سیرت نبوی سے جوڑا جاسکے اور ان کی زندگیوں میں اسلامی جھلک نمایاں کی جاسکے۔ اس لیے خاص طور پر اساتذہ کرام رمضان المبارک کو بچوں کی تربیت کا مہینہ بنائیں۔ اس حوالے سے چند تجاویز پیش خدمت ہیں:

1. استقبالِ رمضان کے حوالے سے اس عظیم مہینے کے فضائل بیان کریں۔
2. طلبہ وطالبات کے لیے رمضان کیلنڈر بنائیں اور اس کے مطابق شب و روز گزارنے کی ترغیب دیں۔
3. اس مہینے کا آغاز رویت ہلال سے مشروط ہے۔ رمضان المبارک اور عید کے موقع پر بچوں کو چاند دیکھنے کی مشق کروائیں۔
4. بچوں کو سحری کھانے کا شوق دلائیں اور بتائیں کہ سحری میں برکت ہوتی ہے اور روزہ رکھنے کے لیے سحری کی جاتی ہے۔
5. طلبہ وطالبات کو خاص طور پر قرآن فہمی کی طرف راغب کریں۔
6. اعتکاف کی فضیلت بتائیں اور شب بیداری میں عبادت کرنے کا طریقہ سکھائیں۔
7. نماز باجماعت، چھوٹی سورتیں حفظ کرنے، نماز تراویح پڑھنے اور احادیث یاد کرنے پر حوصلہ افزائی کریں اور عید ملن پر انعامات دیں۔
8. کمزوروں کی مدد کرنے اور اور مریضوں کی عیادت کرنے کی ترغیب دیں۔
9. بچوں کو برائی (جھوٹ، چغلی، غیبت، لڑائی، چوری وغیرہ) سے بچنے کے لیے لیکچرز اور تربیتی سرگرمیوں کا اہتمام کریں۔
10. رمضان المبارک کا ایک مقصد بھائی چارہ اور دوسروں کی تکلیف کا احساس کرنا اور دوسروں کے کام آنا بھی ہے۔ اس سلسلے میں سرگرمیاں منعقد کی جائیں۔
11. طلبہ وطالبات کو ترغیب دیں کی وہ اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو مدعو کرکے افطار پارٹیوں کا اہتمام کریں۔
12. سکول کی سطح پر والدین کے لیے فہم قرآن کورس کا اہتمام کریں۔
13. طلبہ وطالبات میں شوق پیدا کریں کہ وہ گھر سے نکل کر کسی حلقہ درس میں شریک ہوں۔
14. رمضان کے مہینے میں بچوں کو کھیل کود اور ہلکی پھلکی تفریح سے بھی محروم نہیں کرنا چاہیے۔ اس سلسلے میں مواقع فراہم کریں۔
15. طلبہ وطالبات کو بامقصد قصے اور کہانیاں پڑھنے، پاکیزہ پروگرامات دیکھنے اور کمپیوٹر پر کوئی مفید کھیل کھیلنے کی ترغیب دیں۔
16. طلبہ وطالبات کو مسنون طریقے سے عید کی خوشیاں منانے کا طریقہ سکھائیں۔
17. طلبا کو باور کرائیں کہ عید کی اصل خوشی اسی وقت ہوتی ہے جب آپ دوسروں کو اپنی خوشی میں شریک کرتے ہیں۔
18. عید کے بعد سکول کی سطح پر طلبہ وطالبات کے لیے عید ملن پارٹی کا اہتمام لازمی کریں۔

GHAZALI EDUCATION FOUNDATION

تعمیر سیرت سیریز

(سرگرمیوں پر مبنی نصابی کتب)

جدید دور کی ضروریات اور تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے غزالی ایجوکیشن فاؤنڈیشن نے نونہالان کی تربیت اور کردار سازی کے لیے پلے گروپ تا پنجم نصابی کتب تیار کی ہیں۔ان کتب کی تیاری کا مقصد

- طلبہ کی اخلاقی تربیت و کردار سازی کرنا
- طلبہ کے اندر قائدانہ اوصاف پیدا کرنا
- مختلف مہارتیں سکھا کر صلاحیتوں میں اضافہ کرنا
- زندگی گزارنے کے آداب اور طریقے سکھانا

تعمیر سیرت سیریز میں بتدریج آدابِ زندگی، اخلاق حسنہ، رزائل اخلاق، زندگی کی مہارتیں، صحت و حفاظت، آرٹ اینڈ کرافٹ، عقلی صلاحیتوں کا استعمال وغیرہ جیسے موضوعات پر اسباق شامل کیے گئے ہیں۔

سکولز میں ہم نصابی سرگرمیوں کے لیے درج ذیل کتب تیار کی گئی ہیں جن کا استعمال بچوں کی ہمہ جہت شخصی تعمیر میں معاون کردار ادا کر سکتا ہے۔

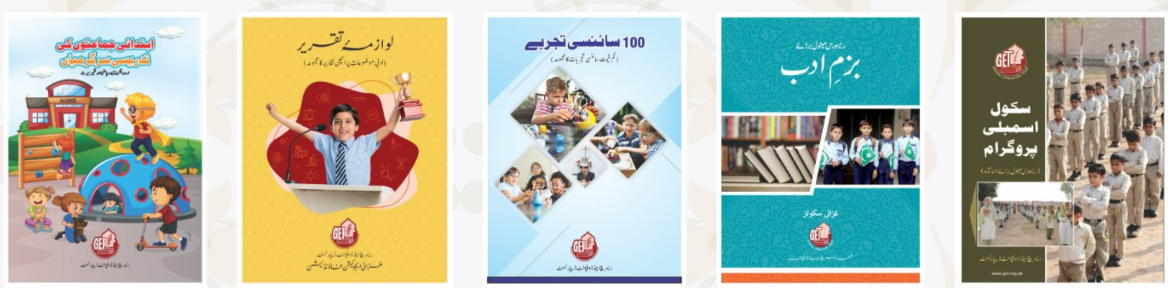

یہ کتب ہر سکول کی ضرورت اور ہر بچے کے لیے سودمند ہیں۔انہیں اپنے سکول کا مستقل حصہ بنائیے۔

- نوٹ: سامپل (سافٹ کاپی) منگوانے کے لیے وٹس ایپ کیجیے۔03015333238
- ملنے کا پتہ: آفاق سیل آفس، کارپوریشن چوک، آؤٹ فال روڈ، لاہور۔ فون نمبر: 04237150949